خواتین کا ترجمان

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

Rs. 30

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی مقبول معروف کتابیں

کاروانِ زندگی

ایک معلم، مصنف، مورخ، داعی اور رہنما کی سرگذشت حیات

جس میں ذاتی زندگی کے مشاہدات وتجربات، احساسات وتأثرات اور ہندوستان اور عالم اسلام کے واقعات وحوادث وتحریکات وشخصیات کے مطالعہ کا ماحصل اس طرح گھل مل گیا ہے کہ وہ ایک دلچسپ و سبق آموز آپ بیتی اور ایک مورخانہ وحقیقت پسند جگ بیتی بن گئی ہے اور چودھویں صدی ہجری، بیسویں صدی عیسوی کی تاریخ وسرگذشت کا ایک اہم باب محفوظ ہوگیا۔

☆ ایک تاریخی دستاویز۔ ☆ ادبی مرقع۔ ☆ دعوت فکروعمل۔

(فوٹوآفسیٹ کی بہترین کتابت وطباعت سے آراستہ)

قیمت کاروان زندگی حصہ اول	260
قیمت کاروان زندگی حصہ دوم	350
قیمت کاروان زندگی حصہ سوم	220
قیمت کاروان زندگی حصہ چہارم	350
قیمت کاروان زندگی حصہ پنجم	200
قیمت کاروان زندگی حصہ ششم	240
قیمت کاروان زندگی حصہ ہفتم (مع ضمیمہ)	275
قیمت کاروان زندگی مکمل سیٹ	1895

خواتین اور دین کی خدمت

مسلم خواتین کی کیا ذمہ داریاں ہیں، ان کے دینی وسماجی فرائض کیا ہیں وہ کس طرح دین کی خدمت کرسکتی ہیں، آخر میں مولاناؒ کی والدہ ماجدہ کے وہ تربیتی خطوط ہیں جوانھوں نے مولاناؒ کے نام ان کی تعلیم کے دوران لکھے تھے۔

قیمت Rs. 100

ذکرخیر

حضرت مولانا کی والدہ ماجدہؒ کے حالات زندگی خود حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے۔

قیمت Rs. 80

دو ہفتے ترکی میں

ترکی کا سفرنامہ اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا شگفتہ ودلآویز طرز بیان۔

قیمت Rs. 30

کاروان ایمان وعزیمت

قافلۂ مجاہدین یعنی حضرت سید احمد شہیدؒ قدس سرہٗ کی تحریک اصلاح وجہاد سے تعلق رکھنے والے اصحاب علم وفضل وعزیمت کا تذکرہ جس سے مسلمانوں کی تاریخ دعوت وعزیمت کا ایک روشن باب سامنے نظر آتا ہے۔

(خوبصورت کتابت وطباعت)

قیمت: Rs. 150

سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ

عہد حاضر کی مشہور دینی شخصیت اور عارف باللہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کے حالات زندگی، ان کی شخصیت، ان کی نمایاں صفات، انداز تربیت، توازن وجامعیت، تعلق مع اللہ، خلوص و محبت، فیض وتاثیر اور معرفت وسلوک کا ایمان افروز تذکرہ۔

قیمت Rs. 300

مکتبہ اسلام، رؤف مارکیٹ، گوئن روڈ، لکھنؤ ۱۸ Mobile: 9453949221

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ أَکْبَرُ

یادگار | مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مولانا محمد حمزہ حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ رضوان لکھنؤ

اپریل/ ۲۰۲۴ء

April 24

خواتین کا ترجمان

بانی

حضرت مولانا سید محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ

مجاز بیعت حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ نمبر ۴

جلد نمبر ۶۷

ایڈیٹر

سید رشید احمد حسنی ندوی

Mobile : 9794498983

مجلس مشاورت	مجلس ادارت
میمونہ حسنی	شمامہ حسن حسنی
جعفر مسعود حسنی	منصور حسن حسنی
مسعود حسن حسنی	خلیل احمد حسنی
عائشہ حسن حسنی	سعید احمد حسنی

سالانہ زر تعاون

برائے ہندوستان	:	۳۰۰/روپئے
غیر ملکی ہوائی ڈاک	:	۴۰/امریکی ڈالر
فی شمارہ	:	۳۰/روپئے
لائف ٹائم خریداری	:	۸۰۰۰/روپے

نوٹ

خط وکتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر اور مکمل صاف پتہ ضرور لکھیں، اگر مدت خریداری کے ختم ہونے کے وقت کی پرچی پتہ کی چٹ پر لگی ہو تو براہ کرم مدت خریداری ختم ہوتے ہی رقم ارسال فرمائیں۔ (منیجر)

قارئین رضوان سے گذارش ہے وہ اپنا سالانہ چندہ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ میں جمع کر سکتے ہیں۔

Bombay Mercantile Co-operative Bank, Lucknow-18

Name of Account "RIZWAN MONTHLY", Account No. : 205110100005299

IFSC Code : BMCB0000049

ڈرافٹ پر RIZWAN MONTHLY لکھیں

زر تعاون اور خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ رضوان
۱۷۲/۵۴، محمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ
پن کوڈ: ۲۲۶۰۱۸

Rizwan (Monthly)
172/54, Mohammad Ali Lane
Gwynne Road Lucknow
Pin:226018- Mobile: 9415911511, 9794498983

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر محمد حمزہ حسنی نے مولانا محمد ثانی حسنی فاؤنڈیشن کے لیے کاکوری آفسیٹ پریس میں چھپوا کر دفتر رضوان محمد علی لین سے شائع کیا

website: rizwanmagazine.in

فہرست مضامین

اپنی بہنوں سے .... رشید احمد حسنی ندوی.......................... 5

حمد .... ام ہانی.. 7

شب قدر .... حضرت مولانا علی میاں ندویؒ 8

کچھ دیر ملتزم پر................ حضرت مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ 10

نیکیوں کے موسم بہار کا تقاضا .... حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ.......... 12

ظلم .... حضرت مولانا محمد حمزہ حسنی ندویؒ................. 13

روزے کے تقاضے .... حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندویؒ.......... 14

رمضان کا روزہ تعلیمات رسول کی روشنی میں مولانا محمد یوسف اصلاحی 17

ہلال عید یا صبح امید.................. مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی......................... 20

سوال وجواب .... مولانا مفتی راشد حسین ندوی.................... 23

رمضان کا پیام .... مولانا محمود حسن حسنی ندوی.................... 24

حدیث کی روشنی میں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک....مخدومہ امۃ اللہ تسنیمؒ 27

گھر اور خاندان کو تباہ کرنے کی سازش ..... محترمہ مریم جمیلہ 28

آپ ﷺ کے معمولات رمضان میں ..... مولانا محمد امین حسنی ندوی....................... 32

قرآن مجید-رہبر کامل .... مولانا محمد ارمغان بدایونی ندوی.................... 35

اپنی بہنوں سے

اداریہ

اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو رمضان المبارک کا مبارک مہینہ عطا فرمایا ہے، روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائی اور رمضان المبارک کی برکتیں اور رحمتیں نصیب فرمائیں اور اب رمضان المبارک کے آخری عشرے میں شب قدر جیسی عظیم الشان رات نصیب فرمانے والا ہے۔ رمضان کا روزہ درحقیقت متنوع قسم کے اعمال کا مجموعہ ہے، اس مہینے میں مسلمان کو اپنے پروردگار کی رضا کی طلب میں اپنے نفس کو مارنا پڑتا ہے، اپنے رب کی یاد کو دل میں جگانے کے لیے نماز و تلاوت قرآن کا خاص موقع ملتا ہے، اپنی زبان کو خوبی اور نیکی کا پابند کرنے کا ماحول ملتا ہے اور نیک عمل کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ ایسی غیر معمولی اور نادر نعمت ملنے پر اس کی قدر نہ ہو تو بڑی محرومی کی بات ہے۔

یہ وہ مہینہ ہے جس کے انتظار میں صحابہ رضی اللہ عنہم پورا سال گزارا کرتے تھے اور ایک دوسرے سے آگے ہونے کے لیے ایک ایک لمحہ کو غنیمت جان کر کوشش کیا کرتے تھے تاکہ رمضان المبارک کی تمام برکتیں، رحمتیں حاصل کرلیں اور رمضان المبارک کی آمد کو نعمت خداوندی جانتے اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے۔ روزہ یوں ظاہر میں فجر کے وقت سے غروب آفتاب کے وقت تک کھانے پینے اور ازدواجی عمل سے بچنے کا نام ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جھوٹ سے، غیبت سے اور زبان و ہاتھ کے تمام دوسرے گناہوں سے پورا پورا پرہیز کا نام بھی ہے۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں نیکی کرنے کا ثواب ستر گنا کردیا گیا ہے، قرآن کریم کا اس ماہ مبارک کے ساتھ خاص تعلق ہے، اس ماہ مبارک میں قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرنا چاہیے، زیادہ سے زیادہ قرآن کریم ختم کرنا چاہیے۔

رمضان المبارک تین عشروں پر مشتمل ہوتا ہے؛ پہلا عشرہ رحمت کا، دوسرا مغفرت، تیسرا عشرہ آگ سے خلاصی کا، آپ سب پہلا عشرہ گذار چکے، اب دوسرا عشرہ بھی ختم ہونے والا ہے یا آپ کے ہاتھ اس شمارہ پہنچنے کے وقت دوسرا عشرہ ختم ہونے کے بعد تیسرا عشرہ شروع ہوگیا ہوگا، آخری عشرہ اہم ترین عشرہ ہے، اس میں پانچ راتیں شب قدر کی تلاش کے لیے رکھی گئی ہیں، ان پانچ راتوں میں سے ایک رات ایسی ہے جو اپنے اجر و ثواب، رحمت و برکت اور نورانیت کے لحاظ سے ایک ہزار راتوں سے بھی افضل بتائی گئی ہے، اس رات میں عبادت اور رضائے الٰہی کے کاموں کا اجر ایک ہزار راتوں سے زیادہ کی قیمت رکھتا ہے، اس رات میں فرشتوں اور رحمت الٰہی کا عظیم الشان نزول ہوتا ہے اور اس نورانی نزول سے جو بھی ذرا توجہ کرے بآسانی فیض یاب ہوسکتا ہے۔

رمضان المبارک میں تراویح کا پورے مہینے اہتمام ہونا چاہیے، اکثر لوگ ایک ختم قرآن کریم کے بعد تراویح چھوڑ دیتے ہیں، یہ بہت غلط بات ہے، تراویح سنت عمل ہے، حضور اکرم ﷺ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر عمل پیرا رہے اور تہجد کا بہت اہتمام ہونا چاہیے، آخری عشرہ میں بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہیے، لیلۃ القدر کی راتوں میں کثرت تلاوت اور کثرت استغفار و دعا و تسبیح و مناجات و درود شریف کا اہتمام کرنا چاہیے۔ یہ دعا بڑی مختصر ہے: ”اللھم إنك عفو تحب العفو فاعف عنی“ اس کو پڑھنا چاہیے، اس کے ساتھ آخری عشرہ میں اعتکاف بھی ہے جو واجب بھی ہوتا ہے اور سنت بھی ہوتا ہے، شہر کی مجموعی آبادی کا لحاظ کرکے کسی ایک کی ادائیگی

سے دوسروں پر اس کا وجوب ختم ہو جاتا ہے اور دوسروں پر سنت کی حیثیت سے اس کی اہمیت قائم رہتی ہے۔

خاص دعا ہے کہ ہم سب کو ماہِ مبارک میں وقت کی قدر اور فضول ولایعنی کاموں سے بچنے اور اپنی عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین! ہر مرد وعورت کو یہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ روزے دار بندوں اور رمضان المبارک کی قدر کرنے والوں کو اپنے رحم وکرم سے جہنم سے نجات عطا فرمائیں گے اور وہ تمام انعامات عطا فرمائیں گے جن کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔

عید: رمضان کی انتیس یا تیس دن ایسی نورانی کیفیات وحالات میں گذر کر عید الفطر کا دن آتا ہے جو لطف وعبادت اور راحت وقبولیت دونوں کو سمیٹے ہوئے آتا ہے، ایک طرف اس کو اپنی جائز پسند وخواہشات کے مطابق زندگی گذارنے کی آزادی ملتی ہے اور دوسری طرف ایک ماہ اطاعت وفرماں برداری اور عبادت کے اجر کا فیصلہ ہوتا ہے اور اس کو اس کے انعام سے نوازا جاتا ہے، اس بنا پر عید کی رات کو ''لیلۃ الجائزۃ'' یعنی انعام کی رات کہا گیا ہے، جس کا صلہ عید الفطر کی مسرت اور اصل صلہ پروردگار کی خوشنودی کا حصول اور اس کی طرف سے خصوصی جزا ہے، عید کا دن خوشی اور کھانے پینے کا دن اللہ کی طرف سے بنایا گیا ہے۔ (تحفہ رمضان، از: حضرت مرشد الامت رحمۃ اللہ علیہ)

رشید احمد حسنی ندوی........................

ماہ رمضان۔انسانی احساسات کی کارفرمائی کا بہترین موقع

''روزوں کا یہ ایک مہینہ مسلمانوں کی ایسی دینی دولت ہے جس سے ان کو مختلف النوع فوائد حاصل ہوتے ہیں، عبادت کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے متعدد گوشے اصلاح ودرستگی کے عمل سے گزرتے ہیں، آپسی ہمدردی غم خواری، تعاون اور انسانی احساسات کی صحیح کارفرمائی کا یہ بہترین موقع ہے، چنانچہ رمضان کے زمانہ کو صحیح طریقہ سے گزارنے کے بعد ایک مسلمان عبادت کی شاندار ادائیگی کے ساتھ غفلتوں، انسانی کدورتوں اور ترش مزاجی کی کیفیت سے پاک ہو کر نکل سکتا ہے، روزہ دار کو ایک ماہ تک ان تمام باتوں سے پرہیز کرنا ہوتا ہے جو انسان کے نفس کو موٹا اور اس کی طبیعت کو اچھے انسانی اخلاق سے برگشتہ بناتی ہیں، اس کو ایک طرف اپنے پروردگار کے سامنے بندگی کی ذمہ داریوں کو انجام دینے کا بھرپور موقع ملتا ہے، دوسری طرف اپنی انسانی برادری کے ساتھ ہمدردی اور دلداری کے حقوق بھی ادا کرنے ہوتے ہیں، بندگی کے اظہار میں عمل عبادت کے ساتھ اپنے پروردگار کے حکم کے سامنے اپنی راحت اور اپنی مرضی کو قربان کرنا ہوتا ہے، اس قربانی میں نفس کی قربانی بھی ہوتی ہے، اور بدنی راحت کی بھی قربانی ہوتی ہے، اس کے اختیار کردہ معمولات میں فرق لے آیا جاتا ہے، کھانے پینے کے وقفوں کو طویل کر دیا جاتا ہے، اور ان کے اوقات میں بھی تبدیلی کر دی جاتی ہے، روزہ دار کو اپنے پروردگار کے حکم پر بھوکا پیاسا رہنا ہوتا ہے، اور پھر اسی کے حکم سے کھانا پینا اختیار کرنا ہوتا ہے، روزہ کی یہ پابندیاں اپنی نوعیت کی خاص قسم کی پابندیاں ہیں۔''

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

حمد

اُمِّ ہانی،لکھنؤ

تیرے خیال سے غافل نہ دن نہ رات رہی
زباں پہ ذکر ترا دل میں تیری بات رہی

فضا میں گھور اندھیرا دلوں میں تاریکی
تری ہی روشنی ہر سمت شش جہات رہی

مری بساط ہی کیا؟ میری شاعری ہی کیا؟
ترے بیاں میں مگن ساری کائنات رہی

بلندیاں تو زمانے میں سینکڑوں دیکھیں
مگر بلند ہر اک شے سے تیری ذات رہی

قلعے بنا کے جو لشکر سجا کے نکلے تھے
تری بساط پہ ہر چال ان کی مات رہی

جہاں میں خوش ہے کوئی مجھ سے کوئی نا خوش ہے
تری رضا ہی مگر باعث نجات رہی

میں آ کے وجد میں کیا کیا زباں سے کہتی گئی
مگر ہے باقی جو دل کی وہ واردات رہی

تری ثنا کے لیے دل ودماغ حاضر ہے
چلی ہی آؤں گی محفل میں گر حیات رہی

بیان تیرا سدا ہی دوام رکھتا ہے
مگر جو ہستی ہانؔی ہے بے ثبات رہی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

شب قدر

قرآن وحدیث میں شب قدر کی فضیلت بہت اہمیت کے ساتھ متعدد جگہ بیان کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ☆ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ☆ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ☆ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ☆ سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴾

(بے شک ہم نے اسے (قرآن کو) شب قدر میں اتارا ہے اور آپ کو خبر ہے کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے، اس رات فرشتے اور روح القدس اترتے ہیں اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کے لیے سلامتی (ہی سلامتی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''شب قدر میں جو ایمان واحتساب کے ساتھ عبادت کرے گا اس کے پچھلے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت ورحمت سے اس کو رمضان کے آخری عشرہ میں پوشیدہ رکھا ہے، تاکہ مسلمان اس کی جستجو میں رہیں، ان کی طلب اور ہمت بڑھے اور وہ یہ سب آخری راتیں اس کی لالچ میں قیام وعبادت اور دعا ومناجات میں گزاریں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری رات بیدار رہتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے اور کمر کس لیتے تھے۔

احادیث کا زیادہ تر اجماع اسی پر ہے کہ شب قدر آخری عشرہ میں اور اس کے بھی آخری سات دنوں میں اور طاق راتوں میں ہے، ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بعض کو آخری سات دنوں میں خواب میں شب قدر دکھائی گئی، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خواب زیادہ تر آخری سات دنوں کے متعلق ہے، پس جو اس کو تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات

دنوں میں ہی تلاش کرے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ حضرت عائشہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے شب قدر پر حدیث وقرآن اور تجربہ ووجدان دونوں حیثیتوں سے کلام کیا ہے، ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

''جاننا چاہیے کہ شب قدر دو قسم کی ہیں؛ ایک وہ جس میں آسمان سے فیصلے کیے جاتے ہیں، یہ وہ رات ہے جس میں قرآن مجید (آسمان دنیا پر) پورے کا پورا نازل ہوا، اس کے بعد تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔''

یہ رات سال بھر میں صرف ایک مرتبہ آتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ رمضان ہی میں ہو، البتہ گمان غالب رمضان ہی میں ہونے کا ہوتا ہے، نزول قرآن کے موقع پر یہ رات رمضان ہی میں تھی۔

دوسری وہ ہے جس میں ایک قسم کی روحانیت محسوس ہوتی ہے، فرشتے زمین پر اتر آتے ہیں، مسلمان اس رات میں طاعت میں مشغول ہوتے ہیں اور ان کے انوار وبرکات سے ایک دوسرے کو فیض پہنچتا ہے، فرشتے ان سے قرب حاصل کرتے ہیں، شیاطین ان سے دور بھاگتے ہیں، ان کی دعائیں اور طاعات قبول کی جاتی ہیں، یہ رات ہر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ملتی ہے، یہ مقدم مؤخر ہوسکتی ہے لیکن رمضان ہی میں رہتی ہے، اس لحاظ سے جو پہلی رات مراد لیتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ سال کے اندر دائر وسائر رہتی ہے۔ جس کی مراد دوسری رات ہوتی ہے وہ یہ کہتا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں پائی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خواب زیادہ تر آخری سات دنوں کے متعلق ہے پس جو اس کو تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات دنوں ہی میں تلاش کرے۔ ایک مرتبہ یہ بھی ارشاد ہوا کہ یہ بات مجھے دکھائی گئی، میں نے دیکھا کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں اور یہ اکیسویں شب تھی، اسی سلسلہ میں صحابہ کرام کا اختلاف در اصل اختلاف وجدان پر مبنی ہے۔

☆☆☆

حضرت مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ

کچھ دیر ملتزم پر

وہ جبین شوق اپنی وہ کس کے پائے ناز
سجدہ ریزی کی لطافت اشک باری کے مزے

باب کعبہ سے حجر اسود تک دیوار کعبہ کا قریباً دو ڈھائی گز چوڑا مختصر سا حصہ جو ملتزم کے نام سے مشہور ہے کون سا ایسا وقت ہے وہاں کوئی نہ کوئی نہ ہوتا ہو، طواف کرنے والوں، نہ کرنے والوں کا مرجع اور جائے پناہ جسے دیکھو لپٹا ہے، صرف لپٹا ہی نہیں اپنے سینے اور چہرہ کو چمٹائے، ہاتھ پھیلائے، بے چین و بے قرار، آہ و بکا میں مصروف، کبھی اس پہلو، کبھی اس پہلو، کسی کل چین نہیں، بارگاہ الٰہی میں دعاؤں کی بیشی اور قبولیت دعا کی درخواست:

اب درد جگر ہو کے نکلتا ہے دہن سے
وہ جوش جو برسوں مرے سینے میں نہاں تھا

یہ دعاؤں کی قبولیت کی خاص جگہ ہے، یہاں دعا قبول نہ ہوگی تو کہاں ہوگی، خدا کا پاک گھر، اس گھر کا صرف ایک دروازہ، ایک چوکھٹ، اس چوکھٹ پر دعا اَن سنی کیسے ہوسکتی ہے، خدا اور خدا کے رسول کا وعدہ ہے اور ان وعدوں پر یقین رکھنا عین ایمان، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ملتزم ایسی جگہ ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔

یہ وہ جگہ ہے جہاں خود حضور ﷺ چمٹے اور بار بار چمٹے، صحابہ کرامؓ میں کون ایسا تھا جو نہ چمٹا ہو، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ یہاں کھڑے ہوئے اور اپنے چہرہ اور اپنے سینے کو دیوار سے لگایا، دونوں ہاتھوں کو دیوار پر پھیلایا اور فرمایا: میں نے اسی طرح حضور اقدس ﷺ کو کرتے دیکھا ہے، ہر امت میں جس کو بھی حج نصیب ہوا یہاں چمٹا، رویا، بلبلایا، خدا کے بندوں نے ہاتھ پھیلائے اور دل کے ٹکڑے نکال کر رکھ دیے۔

کون ایسا سخت دل ہے جو درد سے بھر نہ آئے، اختیار سے نہیں بے اختیار آنسو نکل پڑنا تعجب کی بات نہیں، ادھر لپٹا، دل بھر آیا، آنکھیں اشک بار اور درد و غم کا سیلاب امنڈ آیا، جذب و کیف کا ایک عالم ہے:

جلووں کو تیرے دیکھ کے جی چاہ رہا ہے
آنکھوں میں اتر آئے مرا کیف نظر بھی

تاثیر کا یہ عالم ہزار اضطراب ہو، بے چینی و بے کلی ہو، فکر و پریشانی ہو، آلام و مصائب سے دل چور چور ہو، یہاں پہنچا ایسا سکون ملا جیسے شیر خوار بچے کو اپنی ماں کی گود میں ملتا ہے، آیا، ہٹنے کو جی نہ چاہا، جی چاہتا ہے گھڑی دو گھڑی کی کیا حقیقت، ساری زندگی اسی

شفقت ورحمت کی گود میں گزر جائے۔

اے کاش! نہ ہم اٹھتے در سے تیرے جیتے جی

جینا بھی یہاں ہوتا مرنا بھی یہاں ہوتا

جو جی میں آیا مانگا، دنیا مانگی، آخرت مانگی، اپنے لیے دوسروں کے لیے، ہٹنے کو کسی طرح جی نہیں چاہتا، لوگوں کا اصرار ہے ہٹو، جگہ دو، دوسروں کو بھی موقع دو مگر سننے کی کس کو فرصت، ہر طرف سے توجہ ہٹ کر ایک ہی مرکز پر مرکوز ہے، وہ ہے اور اس کا مولیٰ، کتنی مشکل سے دو ہاتھ لگا ہے تو اتنی جلدی کیسے چھوڑ دے۔

مدتوں میں جس کے ہاتھ آئی ہو وہ

آستیں کیوں کر تمہاری چھوڑ دے

ہزار دقتوں اور مصیبتوں سے یہاں پہنچ ہوئی، نہ معلوم کہاں کہاں سر پٹکا، جنگلوں اور بیابانوں میں بھی، تلاطم خیز سمندر پر بھی، پہاڑوں اور میدانوں میں بھی، تپتی ہوئی ریت پر بھی سر جھکایا، مسجدوں کی محرابوں میں بھی التجا کی، ایسے وقت جب کہ ساری دنیا تھک تھکا کر استراحت پر تھی، چرند پرند اپنے اپنے گھونسلوں اور آشیانوں میں میٹھی نیند سو رہے تھے، تاریک اور خاموش رات کے آخری حصے میں بھی خدا کے حضور دامن پھیلایا اور خدا کا شکر اور ہزار بار شکر ہے کہ آج کئی چیزیں جمع ہیں، اس کے گھر کی خاص چوکھٹ، رات کا پچھلا پہر، کتنے خوش قسمت ہیں وہ جو اس نعمت عظمیٰ سے پورا فائدہ اٹھائیں، یہی وجہ ہے کہ جس کو یہ دولت ملی وہ یہیں کا ہو کر رہ گیا اور ایسے عالم کیف وسرور کی سیر کرنے لگا کہ چند لمحوں کے لیے وہ دوسرے عالموں سے بے نیاز ہو گیا۔

دامن صحرا سے اٹھنے کو حسن کا جی نہیں

پاؤں دیوانے نے پھیلائے بیاباں دیکھ کر

اور جب ہٹے تو حسرت لیے ہوئے جیسے کچھ مانگا ہی نہیں، سیری نہ ہوسکی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی، زبانوں پر یہ الفاظ: "یـــا رب البیت العتیق یا رب البیت العتیق اعتق رقابنا، انی عبدك انی عبدك واقف تحت بابك ملتزم بابابك متذلل بين يديك ارجو رحمتك واخشى عذابك" (اے بیت عتیق کے رب! اے بیت عتیق کے رب! ہماری گردنوں کو آزاد کر، میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا لڑکا ہوں، تیرے در عالی پر کھڑا ہوں، تیری چوکھٹ کو تھامے ہوئے ہوں، تیرے سامنے ذلیل وخوار ہوں، تیری رحمت کا امید وار ہوں اور تیرے عذاب سے خوف کھا رہا ہوں)

لرزاں ترساں جدا ہوئے، لیکن اطمینان وسکون دل میں لیے ہوئے اور خدا کی بے پناہ شفقت ورحمت پر تکیہ کیے ہوئے اور اس یقین واعتماد کے ساتھ دعا کرتے ہوئے:

نہ کر عوض مرے جرم وگناہ بے حد کا

الٰہی! تجھ کو غفور رحیم کہتے ہیں

کہیں کہیں نہ عدد دیکھ کر مجھے محتاج

یہ ان کے بندے ہیں جن کو کریم کہتے ہیں

مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ (سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

نیکیوں کے موسم بہار کا تقاضا

اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ انسان جنت میں رہے اور اسی لیے اس نے جنت کو بنایا، لیکن حضرت آدم علیہ السلام سے ایک بھول ہوئی، جس پر انہوں نے اللہ سے توبہ کی اور اللہ نے انہیں معاف کر دیا، لیکن یہ فرما دیا کہ اب تمہاری اولاد کا امتحان ہوگا، اگر اولاد ہمارے بتائے ہوئے طریقہ کے خلاف گئی تو پھر جو سزا ہوسکتی ہے وہ ہم دیں گے اور اگر وہ اولاد ہمارے بتائے ہوئے راستے پر اپنی زندگی گذارے گی اور ہماری اتباع کرے گی تو پھر ہم اسے جنت میں واپس لے لیں گے۔ واپسی کا مطلب یہی ہے کہ اس نے جنت تمہارے لیے ہی بنائی ہے، لیکن یہ کوئی ایسی معمولی اور گری پڑی چیز نہیں ہے، بلکہ اللہ رب العزت نے اس میں داخلہ کا ایک راستہ بنایا ہے کہ اگر اس پر چل کر جاؤ گے تو جنت تک پہنچو گے اور اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کرو گے تو بھٹک جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ نے ہماری زندگی بڑی محدود بنائی ہے، لیکن اس مختصر سی زندگی میں اس نے ہمیں اتنی زیادہ نعمتیں دی ہیں جن کا شمار ناممکن ہے۔ ان نعمتوں میں سب سے بڑی ایک نعمت یہ بھی ہے کہ اگر ہم سے دنیا میں خطا ہو جائے اور ہم اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ کی خلاف ورزی کر لیں تو اس نے ہمیں توبہ کی نعمت بھی دی ہے کہ اس کے ذریعہ ہم اللہ کو راضی کر سکتے ہیں جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت کی نعمتیں عطا فرمائی تھیں، البتہ ایک خاص قسم کے درخت سے احتیاط کا حکم دیا تھا، مگر شیطان نے انہیں پٹی پڑھائی اور انہیں بہلایا پھسلایا، جس کے نتیجہ میں ان سے یہ عمل سرزد ہوا کہ انہوں نے احتیاط نہیں برتی اور پھر ان کا وہ فطری لباس جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا تھا وہ اتر گیا، انہوں نے توبہ کی اور اللہ نے توبہ قبول کی مگر بعد کے لیے یہ طریقہ جاری کر دیا کہ اب اسی طرح کچھ چیزوں سے بچنے کا حکم تمہاری اولاد کو ہوگا اور تمہاری اولاد میں سے جو ان احکامات کو مانے گا، وہی جنت کا مستحق ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے انصاف کا ترازو ایسا رکھا ہے کہ اگر آدمی ایک ذرہ بھی اچھا عمل کرے گا تو اس کا اجر ملے گا اور ایک ذرہ بھی برا عمل کرے گا تو اس کی سزا کا مستحق ہوگا اور یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ کی سزا کو برداشت کرنا آسان بات نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے طریقہ کو بہت آسان بنا دیا، اس نے انسانوں کو جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سب میں حکمت موجود ہے۔ حکمت کا مطلب یہ ہے کہ ان سے اجتناب میں انسان کا فائدہ ہے نہ کہ نقصان۔

سچی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنی نعمتوں سے نوازا ہے جس کے قابل ہمارے اعمال نہیں ہیں۔

حضرت مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندویؒ (سابق ناظر عام ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

ظلم

"والظلمون مالهم من ولي ولا نصير" (ظالموں کا کوئی دوست نہیں اور نہ ان کا کوئی مددگار ہے)

ظلم ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور عذاب الٰہی کو دعوت دینے والی ہے، قرآن پاک کی متعدد آیات میں ظلم کی مذمت اور ظالموں کے لیے دردناک عذاب ذکر کیا گیا ہے، اسی طرح کثرت سے ایسی احادیث وارد ہوئی ہیں جن ظلم ڈھانے اور اس کے نتائج سے ڈرایا گیا ہے اور رسول ﷺ نے نہایت وضاحت سے کسی کو تکلیف پہنچانے، ناحق پرایا مال کھانے، دوسرے کی زمین غصب کرنے کو سخت ترین گناہ اور اس پر سخت وعیدوں کا بیان فرمایا ہے۔

ظلم کس قدر مصیبت لانے والا ہے، اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ قیامت میں جب حساب وکتاب ہوگا اور حق والوں کو حق دلائے جائیں گے تو منڈی بکری کو سینگ والی بکری سے حق دلایا جائے گا یعنی جانور جو احکام شرعیہ کے مکلّف نہیں ہیں، وہ بھی ظلم کے معاملہ میں بچ نہ سکیں گے، اور ان کو بھی اس کا بدلہ ملے گا، جب جانور بھی اپنے ظلم کی وجہ سے جو انہوں نے اپنے دوسرے ہم جنس پر کیا ہے بچ نہ سکے گا تو ہم انسانوں کا کیا حال ہوگا، اس کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

آج کل بغیر حق کے دوسرے کی زمین پر قبضہ کرلینا معمولی بات سمجھی جاتی ہے، لیکن اس کی جو سزا احادیث میں آئی ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے بالشت بھر زمین غصب کی تو قیامت میں اس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

جب ظلم ہوتا ہے تو آدمی یا تو ظالم ہوگا یا مظلوم، اگر ظالم ہے تو اس کو اللہ کے عذاب کے لیے تیار رہنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ خود سمیع وبصیر ہے، اس کے ساتھ ہی مظلوم کی بددعا میں یہ اثر رکھا ہے کہ وہ سیدھی عرش تک پہنچتی ہے، اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ نے مسلمان ہی اس کو بتایا ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں اور فرمایا ہے کہ جس کسی نے بھی کسی مسلمان کا حق مار لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر دوزخ واجب کی اور جنت حرام کی۔

ظلم کے سلسلہ میں اتنی کثرت سے احادیث وارد ہوئیں ہیں کہ ان کا یہاں درج کرنا ممکن نہیں، جن سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ نہ صرف یہ کہ خود ظلم نہ کرے، بلکہ ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے بھائی کو ظلم سے روکے اور مظلوم کی امداد واعانت کرے، ایک حدیث میں آتا ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو، وہ ظالم ہو یا مظلوم، ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ مظلوم ہو تو اس کی مدد کروں اور ظالم کی مدد کس طرح کروں، آپ نے فرمایا، اس کو ظلم سے روکو اور اس کو منع کرو یہ اس کی مدد ہے۔ (بخاری)

حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندویؒ

روزے کے تقاضے

اگر کوئی شخص اللہ کا زیادہ سے زیادہ تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو پھر وہ روزہ کا سہارا لے کر اللہ تعالیٰ کا تقرب بآسانی حاصل کرسکتا ہے، اس لیے کہ روزہ تقرب الٰہی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، جو اس امت کو دنیا کی دوسری قوموں سے آگے بڑھنے کے لیے نعمت کے بطور عطا فرمایا گیا، کیونکہ دنیا میں جو پہلی قومیں گزری ہیں ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کی عمریں زیادہ ہوتی تھیں اور اسی لیے ان کے اعمال بھی زیادہ ہوتے تھے، یہاں تک کہ بعض لوگوں کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے اسّی اسّی سال اس طرح گزارے کہ ایک لمحہ کے لیے بھی انہوں نے اللہ کی نافرمانی نہیں کی، اسی لیے ان لوگوں کے اعمال کو دیکھ کر صحابہ کرام کو رشک آیا کہ وہ تو بہت آگے چلے جائیں گے اور چونکہ ہماری عمریں بھی اتنی زیادہ نہیں ہوں گی تو ہم وہاں تک پہنچ نہیں سکتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کی عمروں کو کم ہونے کے باوجود بھی کم اعمال پر زیادہ ثواب دینے کا وعدہ فرمادیا اور سابقہ امم کے بزرگان دین کے وہ اعمال جو انہوں نے اپنی پوری زندگی میں کیے تھے، اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو انہی اعمال پر ملنے والے ثواب کا وعدہ ایک ہی رات ''لیلۃ القدر'' میں دینے کا وعدہ فرمادیا اور رمضان کے روزے رکھنے کا حکم دیا، جس میں ایک فرض کے ادا کرنے کے ثواب کو ستر (۷۰) فرائض کے برابر قرار دیا گیا، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو خاص طور پر کچھ مزید ایسے نسخے بھی دیئے جن کو اگر کوئی استعمال کرلے تو روحانی اعتبار سے اس کو بلند مقام حاصل ہوجائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی مالک حقیقی ہے اور اس کو سب کچھ اختیار ہے کہ جس کو جس قدر چاہے اتنا ہی نواز دے۔

رمضان کا روزہ اللہ نے اس لیے بھی فرض کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ اگر بندوں پر کوئی حکم فرض نہ کیا جائے، تو محض تعلیم سے اس کے بندے سست رَوی بھی اختیار کریں گے، لیکن جب کسی چیز کو فرض قرار دے دیا گیا تو ادائیگی لازم ہوجائے گی، اسی لیے رمضان کے روزوں کو فرض قرار دیا گیا، البتہ اس کے علاوہ فرمادیا گیا کہ اگر کوئی مزید روحانیت میں بلند مقام حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہر مہینہ میں تین روزے رکھ سکتا ہے، محرم میں دو روزے

رکھ سکتا ہے اور شوال کے چھ روزہ رکھ سکتا ہے، جس پر بہت ثواب بھی رکھا گیا ہے اور سب سے بڑھ کر ’’صیام داؤدی‘‘ بتائے گئے کہ ایک دن روزہ رکھا جائے اور ایک دن نہ رکھا جائے، جس پر اگر کوئی شخص پابندی کرلے تو اس کے ثواب کی انتہاء ہی نہیں ہے۔

عربی میں ’’صوم‘‘ کا لفظ ان گھوڑوں کے لیے بولا جاتا ہے جو دوڑ میں مقابلہ کے لیے لائے جائیں اور ان کو سدھانے کے لیے کچھ روز تک ان کا کھانا بند کردیا جائے، تاکہ وہ اچھی طرح سے دوڑ کے لیے تیار ہوجائیں، لیکن چند دنوں کے بعد ان کو بتدریج کچھ غذا دیتے ہیں، تاکہ ان گھوڑوں کے مقابلہ میں جو کھاتے پیتے ہیں، یہ گھوڑے آگے نکل جائیں، لہٰذا ایسے گھوڑوں کو عربی میں ’’الفرس الصائمة‘‘ کہا جاتا ہے یعنی روزے دار گھوڑے۔

اسی طرح ہمارے لیے بھی یہ روزے جن کو عربی میں ’’صوم‘‘ کہا جاتا ہے، ہماری روحانی زندگی میں آگے بڑھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہم کو دیئے ہیں، یعنی اگر ہم چند گھنٹے کے لیے کچھ دنوں کو اپنے کھانے پینے اور دوسری چیزوں سے باز رہیں تو ہم روحانیت میں اعلیٰ مقام حاصل کرلیں گے اور روحانیت کے میدان میں تیز رفتار کے ساتھ دوڑ لگالیں گے، لیکن اس کے لیے ضروری یہ ہے کہ ہمارے اوپر زیادہ بوجھ نہ ہو، کیونکہ انسان جب دوڑ لگاتا ہے تو سارے سامان کو یہاں تک کہ اپنے ضروری کپڑوں کے سوا ہر چیز کنارہ رکھ دیتا ہے، تاکہ صحیح طرح سے دوڑ سکے، لہٰذا اسی طرح ہم کو روحانیت کے میدان میں دوڑنے کے لیے یہ ضروری ہوگا کہ ہم اپنے گناہوں کا بوجھ اتار دیں، تاکہ دوڑنے میں آسانی ہوسکے، اسی لیے روزہ کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ اس کا مقصد متقی بننا ہے اور تقویٰ کا فائدہ یہی ہے کہ وہ گناہوں کو ہٹاتا چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے واسطے روزے کو آسان کرنے کے لیے جو اسباب ہوسکتے تھے ان کو مہیا فرمادیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دارالاسباب بنایا ہے، اس لیے ایسے اسباب بھی رکھ دیئے ہیں تاکہ جو سنت کے متبعین ہیں ان کو روزہ رکھنے میں پریشانی نہ ہو، لہٰذا جتنی چیزیں رخنے ڈالنے والی ہیں ان سب چیزوں کو روزہ میں بند کردیا گیا یعنی جو سرکش شیاطین ہیں ان کو قید کردیا گیا۔ شیطان اس طور پر باندھ دیئے جاتے ہیں کہ وہ روزہ داروں کو نقصان نہیں پہنچا پاتے، اس کے علاوہ رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔ دروازوں کے کھول دیئے جانے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جنت سے ایک خاص قسم کی ہوا آنے لگتی ہے جس کی کیفیت اگرچہ ہر شخص محسوس نہیں کرتا لیکن جو اہل اللہ ہیں وہ ضرور محسوس کرتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردینے کا مطلب یہ ہے کہ انسانوں پر اس کے جو برے اثرات پڑ رہے ہوتے ہیں وہ ختم ہو جاتے ہیں۔

جس طرح مسجد میں Exaust fan یا A.C. لگنے سے انسان کو جس

سے راحت محسوس ہوتی ہے اور جس قدر زیادہ تعداد میں یہ لگے ہوتے ہیں' اسی قدر راحت محسوس ہوتی ہے، بالکل اسی طرح جنت کی خوشگوار ہوا پانے کا معاملہ ہے کہ انسان جس قدر اپنا تعلق اللہ سے قائم کرتا ہے اس کو اسی قدر قلبی راحت کا مزہ حاصل ہوتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ کے متعلق آتا ہے کہ آپ پورے رمضان کچھ نہیں کھاتے تھے، بلکہ بمشکل ایک یا آدھی پیالی چائے پیتے تھے، ان کے خلیفہ وجانشین حضرت عبد القادر رائے پوریؒ نے ایک دن عرض کیا: حضرت! اس طرح تو بہت کمزوری آجائے گی۔ حضرت نے جواب دیا: عبدالقادر! حقیقت تو یہ ہے کہ اس حال میں مجھ کو جنت کا مزہ آرہا ہے۔ معلوم ہوا اصلی روزہ کی لذت اگر کسی کو نصیب ہوجائے تو اس کو دنیا ہی میں جنت کا مزہ محسوس ہوگا، جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ انسان بری بات کہنے' جھوٹ بولنے اور زبان کے غلط استعمال سے بھی محفوظ رہے گا۔

روزہ انسان کو روحانی اعتبار سے آگے بڑھانے کا بہترین ذریعہ ہے اور انسان کو گناہوں کے بوجھ سے ہلکا کرنے کا بہترین نسخہ ہے، کیونکہ بقیہ فرائض کی ادائیگی میں عموماً لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے، لیکن روزہ ایسی چیز ہے کہ اس کی ادائیگی کا سوائے اللہ کے کسی کو علم نہیں ہوتا ہے، اس لیے کہ جب انسان وضو کرتا ہے تو اگر چپکے سے تھوڑا سا پانی بھی پی لے، تو کسی کو معلوم نہیں ہوسکتا کہ اس نے پانی پیا ہے، لیکن بندہ ایسی غلط حرکت نہیں کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ اس سے اونچی بات کچھ نہیں ہوسکتی، مالک خود کہہ رہا ہے کہ ہر چیز کا بدلہ تو ناپ تول کر دیا جائے گا، لیکن جب روزہ کا نمبر آئے گا تو اس کا بدلہ میں خود اپنے اعتبار سے دوں گا۔

روزہ دار کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد کہ اللہ کو اس کے منہ کی بو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔ یہ بھی محبت کی بات ہے، جس کو جس سے محبت ہوتی ہے' تو اس کے اندر بدبو بھی نہیں آتی۔

روزہ دار کو اپنی زبان کی حفاظت خاص طور سے کرنا ضروری ہے، لیکن آج کل روزہ کی حالت میں بھی جھوٹ، غیبت اور گالی گلوج جاری رہتا ہے، ظاہر ہے ایسے روزہ کا اللہ کے یہاں کوئی اجر ملنے والا نہیں ہے، اسی لیے اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اپنے روزہ کو روزہ بنائیں تو ان تمام باتوں کا خیال رکھنا پڑے گا، ورنہ رمضان ہو یا کوئی بھی مہینہ ہو انسان کو کچھ بھی فائدہ حاصل ہونے والا نہیں ہے، لیکن اگر کوئی شخص صحیح نیت کے ساتھ ان تمام باتوں سے پرہیز کرتے ہوئے اجر کی لالچ میں روزہ رکھے تو اللہ اس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔

مولانا محمد یوسف اصلاحیؒ

رمضان کا روزہ
تعلیمات رسول کی روشنی میں

رمضان المبارک کا مہینہ قریب آتے ہی مسلم سوسائٹی میں اس کے لیے تیاریاں شروع ہوجاتی ہیں اور جوں جوں یہ مہینہ قریب آتا جاتا ہے، انسان میں بھلائی کی رغبت اور نیکی کے جذبات بڑھتے جاتے ہیں، مسلمان انفرادی حیثیت سے بھی اور اجتماعی حیثیت سے بھی تمام ممکنہ ذرائع کی مدد سے باہمی تذکیر وتلقین شروع کردیتے ہیں، یہاں تک کہ رمضان اپنی تمام برکتوں کے ساتھ ان پر سایہ فگن ہوجاتا ہے اور نیکی اور بھلائی کی ہمہ گیر فضا مسلمان معاشرے پر چھا جاتی ہے، اچھائی ہو یا برائی دونوں کی ترقی میں اجتماعی سرگرمیوں کو بڑا دخل ہے۔ جماعت مل کر بدی کر رہی ہے تو بے حیائی، بدکاری اور فواحش کے گندے جذبات ابل پڑتے ہیں اور جماعت مل کر نیکی کر رہی ہو تو پاکیزہ خیالات، نیک جذبات اور اچھے اعمال کا سیلاب آجاتا ہے اور ہر طرف نیکی اور پرہیزگاری کی بدلیاں چھاجاتی ہیں۔

”قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا كان أول ليلة من شهر رمضان صفدت الشياطين ومردة الجن وغلقت أبواب النار فلم يفتح منها باب وفتحت أبواب الجنة فلم يغلق منها باب وينادى مناد يا باغي الخير أقبل ويا باغي الشر أقصر ولله عتقاء من النار وذلك كل ليلة.“(الترمذی)

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان کی پہلی شب آتے ہی شیطانوں اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ دوزخ کی طرف جانے کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں، کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا اور جنت کی طرف جانے کے تمام دروازے کھول دیے جاتے ہیں، کوئی دروازہ بند نہیں رہتا اور پکارنے والا پکارتا ہے: اے بھلائی کے طالب! آگے بڑھ (کہ نیکیوں کی بہار کا مہینہ ہے) اور برائی چاہنے والے! رک جا، بہت سے لوگوں کو جہنم کی آگ سے نجات ملتی ہے اور رمضان کی ہر رات کو ایسا ہی ہوتا ہے۔)

”صبر“ اور ”غریبوں کی امداد“ کا مہینہ:

”عن سلمان الفارسيؓ قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فى آخر يوم من شعبان قال: يا أيها الناس! قد أظلكم شهر مبارك، شهر فيه ليلة خير من ألف شهر، جعل الله صيامه فريضة وقيام ليله تطوعا، من تقرب فيه

بخصلة من الخير كان كمن أدى فريضة فيه كان كمن أدى سبعين فريضة فی ما سواه، وهو شهر الصبر والصبر ثوابه الجنة وشهر المؤاساة."(مشکوٰۃ)

(سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ کو ہمارے سامنے ایک خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! بہت بڑی عظمت اور برکت والا مہینہ تم پر سایہ فگن ہونے والا ہے، اس مبارک مہینہ کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ نے اس مہینے کے روزے تم پر فرض کیے ہیں اور رات کے قیام (مسنون تراویح) کو نفل قرار دیا ہے، جو شخص اس مہینہ میں دل کی خوشی سے ایک نیکی کا کام کرے گا اس کو دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر ثواب ملے گا اور جو شخص اس مہینہ میں ایک فرض ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر ثواب بخشے گا، یہ "صبر" کا مہینہ ہے، صبر کا اجر جنت ہے اور یہ غریبوں کی "مالی ہمدردی" اور "امداد" کا مہینہ ہے۔)

رسول اللہ ﷺ نے اس خطبہ میں دو اہم باتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے، یہ "صبر کا مہینہ" ہے اور یہ "مواساۃ کا مہینہ" ہے۔

صبر عربی زبان کا بہت جامع لفظ ہے، خواہشات اور جذبات پر قابو پانے، خدا کی راہ پر جمنے اور اس راہ میں آنے والی تمام مصیبتوں اور آزمائشوں کو استقلال کے ساتھ برداشت کرنے کا نام "صبر" ہے، جب صبح سے شام تک آدمی نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور نہ ہی بیوی سے مخصوص تعلق رکھتا ہے پھر مسلسل ایک مہینہ تک یہ پروگرام جاری رہتا ہے، تو اس سے ایک طرف تو آدمی کے اندر یہ قوت پیدا ہوتی ہے کہ وہ خدا کی راہ میں محض خدا کی خوشنودی کے لیے بھوک پیاس کی شدت برداشت کر سکے اور اپنے جذبات اور خواہشات پر قابو رکھ سکے، دوسری اس مہینہ میں روزانہ آدمی خود اپنے کو تولتا ہے کہ موقع پڑنے پر وہ کس حد تک اپنی مرغوبات سے رک سکے گا اور آزمائشوں کے مقابلہ میں کس حد تک جم سکے گا، روزانہ کی اس مشق سے وہ اپنے روحانی وجود میں شیطانی طاقتوں کو کمزور و مضمحل کر دیتا ہے۔

روزے کی مقبولیت کے لیے دو شرطیں:

"عن أبی هريرةؓ عن النبي صلى الله عليه وسلم: من قام ليلة القدر ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه وصام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه."(البخاری)

(ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کی راتوں میں ایمانی کیفیت اور خالص اجر آخرت کی نیت سے تراویح پڑھیں تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور جس شخص نے ایمانی کیفیت اور خالص

آخرت کے انعام کی نیت سے روزہ رکھا تو اس کے گناہ معاف کردیے جائیں گے جو پہلے ہوچکے ہیں۔)

بلاشبہ روزے سے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اگر یہ دوشرطیں پوری کردی جائیں ''ایمان'' اور ''احتساب''۔

پہلی شرط: ایمان محض کسی خبر کے اعتراف اور تصدیق کا نام نہیں ہے بلکہ ایمان، توحید، رسالت اور آخرت پر پختہ اور زندہ یقین کا نام ہے، ایسا یقین جو زندگی کی سمت سفر متعین کرنے میں فیصلہ کن جواب ہو، ایمانی کیفیت کے ساتھ روزہ رکھنے کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کے دل میں یہ بات تازہ رہے کہ جن حقیقتوں کا وہ اقرار کرچکا ہے ان کے تقاضے کیا ہیں اور وہ کس حد تک ان تقاضوں کو پورا کررہا ہے، اس کیفیت کے ساتھ روزہ پوری زندگی پر اثر انداز ہوگا۔

دوسری شرط: احتساب کا مفہوم یہ ہے کہ رمضان کا محرک صرف خدا کی رضا ہو، خالص آخرت کا اجر ہی مقصود ہو، ان دونوں شرطوں کے ساتھ جو روزہ رکھا جائے گا بلاشبہ وہ گناہوں کی معافی کا سبب بنے گا۔

روزہ کا مقصد زندگی کو پاکیزہ بنانا ہے:

''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی أن یدع طعامہ وشرابہ.'' (البخاری)

(رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے (روزہ رکھ کر) جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا، تو اللہ کو اس بات کی کچھ ضرورت نہیں کہ اس نے اپنا کھانا پینا چھوڑ رکھا تھا۔)

محض بھوکا پیاسا رہنا روزہ نہیں ہے بلکہ روزہ کا حقیقی مقصود یہ ہے کہ انسان کی زندگی سے ایک ایک برائی جھڑ جائے اور وہ نیکی اور پاکیزگی کا مجسمہ بن جائے، پھر اگر کسی نے روزہ رکھ کر سچائی کی زندگی ہی نہ گذاری، رمضان کے مبارک دنوں میں بھی جھوٹی اور ناحق باتیں کہتا رہا اور باطل ہی پر عمل کرتا رہا اور رمضان گذرنے پر بھی اس کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، تو غور کرنے کی بات ہے کہ ایسے شخص کو بھوک اور پیاس کے سوا کیا ملا۔ اور آخر کیوں وہ صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہا، روزہ دار کو برابر سوچتے رہنا چاہیے کہ اس کو روزہ کا وہ حقیقی مقصد بھی حاصل ہورہا ہے جس کے لیے اس نے اپنا کھانا پینا چھوڑ رکھا ہے؟ رسول پاک ﷺ کا ارشاد ہے:

''کم من صائم لیس لہ من صیامہ الا الظمأ وکم من قائم لیس لہ من قیامہ الا السہر.''

(کتنے ہی (کم نصیب) روزہ دار ہیں جن کو اپنے روزے سے بھوک پیاس کے سوا اور کچھ نہیں ملتا اور کتنے (روزہ کی راتوں میں) تراویح پڑھنے والے ہیں جن کو رات کی تراویح سے رت جگے کے سوا اور کچھ نہیں ہاتھ آتا۔)

☆☆☆

مولانا سید بلال عبدالحی حسنی ندوی (ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

ہلال عید یا صبح امید

ہلال رمضان نے ایک نئی فضا پیدا کی، لوگوں میں عبادت وریاضت اور تلاوت ودعا کا ایک عمومی رجحان پیدا ہوا، مزاجوں میں نرمی پیدا ہوئی، حسن سلوک اور محبت وایثار جیسی صفات جگہ جگہ نظر آنے لگیں، اللہ کی رحمت سایہ فگن ہوئی، کتنے گنہگار بخشے گئے اور کتنے وہ لوگ جو جہنم کے راستہ پر پڑ چکے تھے، توبہ کے نتیجہ میں ان کے لیے بھی جنت کے فیصلے ہوئے۔

اب موسم بہار گذرنے کو ہے، ہلال عید طلوع ہونے کو ہے، پھر وہی رُت ہوگی، وہی روز وشب ہوں گے، لیکن اللہ کے وہ بندے کامیاب ہوں گے جنہوں نے اپنے دامن کوگل مقصود سے بھرلیا، رمضان ان سے خوش گیا، رمضان کے بعد ان کے لیے نئے عزائم ہوں گے، نیا حوصلہ ہوگا، کام کا جذبہ ہوگا، احساس عمل کی چنگاری ان کے دل میں فروزاں ہوگی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار ہوکر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے لیے پروانہ وار نکل پڑیں گے، ان کے اندر قربانی کے جذبات ہوں گے، امت کا درد ہوگا، جس کو وہ امت کے ایک ایک فرد تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

دنیا کی موجودہ صورت حال نے صبح امید جگائی ہے، لوگوں کو سوتے سے بیدار کیا ہے، اب تک جو خواب غفلت میں تھے، وہ الحمد للہ میدان عمل میں آنے کے لیے بے چین ہیں۔

ہمارا ملک جو حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا ملک ہے، جہاں امام سرہندیؒ اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے توحید وسنت کا علم بلند کیا اور جہاں حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے رفقاء نے ایمان کی جوت جگائی، آج پھر وہ اسی جذبہ ایمانی اور عمل پیہم کا پیاسا ہے، اسی محبت کے ساتھ جس کو فاتح عالم کہا گیا ہے۔

جو کچھ بھی واقعات گذرے اور گذر رہے ہیں، وہ مایوسی کے لیے نہیں ہیں، مایوسی تو ایمان والوں کے لیے کفر ہے، یہ واقعات تو جذبہ ایمانی کو جلا بخشنے اور عمل پیہم کو لے کر میدان میں آنے کے لیے ہیں۔

سخت سے سخت حالات کا اس امت کو سامنا کرنا پڑا ہے، تاریخ گواہ ہے کہ یہ امت کبھی مایوس نہیں ہوئی، وہ نئے حوصلہ ایمانی کے ساتھ سامنے آئی اور اس نے صحابہ کی تاریخ دہرادی، وہ خواہ تاتاریوں کا حملہ ہو یا ہندوستان میں دین اکبری کا فتنہ ہو، جب جب یہ دین خطرہ میں پڑا، اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد تیار کردیے جنہوں نے تجدید کا کام کیا اور وہ ان خطرات کے سامنے سد سکندری بن گئے۔

ضرورت اس عزم کی ہے کہ ہلال عید حقیقت میں ہلال عید بن جائے، وہ خوشیوں کا پیغام لے کر آئے

اور امت کے لیے صبح امید کی کرن ثابت ہو، لیکن یہ جب ہی ممکن ہے، جب امت کا ایک ایک فرد اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے، دین کا فہم رکھنے والے اور علماء طے کرلیں کہ ہمیں ہر مایوسی کو امید سے بدلنا ہے، اس کے لیے کم از کم چار کام کرنے کے ہیں، اگر ہم نے اپنی اپنی مشغولیات سے وقت نکال کر ان پر محنت کرلی اور ہر طرح کے انتشار سے بچتے ہوئے اپنے آپ کو تھوڑی قربانی کے ساتھ ان کاموں کے لیے یکسو کرلیا تو صبح امید دور نہیں اور کیا بعید ہے کہ ہلال رمضان کے بعد جن ریاضتوں اور محنتوں سے مسلمانوں نے اپنا دامن بھرا ہے، ہلال عید کے بعد وہ سوغات دنیا میں تقسیم ہو۔

پہلی بات یہی ہے کہ ہم اپنا ایمان مضبوط کریں، اللہ پر یقین دل میں بٹھائیں اور اسی پر بھروسہ رکھیں کہ سب کچھ اسی کی قدرت میں ہے اور سچی بات یہ ہے کہ وہ ایمان والوں کو کبھی رسوا نہیں کرتا، شرط یہ ہے کہ ایمان دل کی گہرائیوں میں اتر جائے، اللہ سے تعلق مضبوط ہو اور اللہ کی رسی کو پوری طاقت کے ساتھ تھام لیا جائے، عقیدۂ توحید راسخ ہو اور ہر طرح مداہنت سے بچتے ہوئے دین وشریعت کے ایک ایک حکم کو مضبوطی سے تھاما جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ توبہ واستغفار ہو، اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں پر ندامت ہو، حدیث میں آتا ہے: "التائب من الذنب كمن لا ذنب له" گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں، توبہ اللہ کی رحمت کو متوجہ کرنے کا ذریعہ ہے، اس سے بندہ اپنے رب سے قریب ہوتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اپنی آنے والی نسل کے ایمان کی فکر ہو، اس کے لیے سب تدبیریں اختیار کی جائیں، مکاتب دینیہ اور اسلامک اسکولز کا جال بچھا دیا جائے، شہر شہر ہی نہیں محلّہ محلّہ اس کی فکر کی جائے، لڑکیوں کے لیے الگ سے تعلیم کا مکمل نظم کیا جائے اور اس کے لیے مساجد کو مرکز بنایا جائے، ایک ایک مسجد کے زیر اثر جتنے محلے ہوں ان سب کا مسجد کو سینٹر بنا کر سروے کیا جائے اور مسجد سے متعلق ہر ہر محلّہ کے ایک ایک گھر کی فکر کی جائے اور ان کی دین ودنیا کی ضرورتیں پوری کرنے کا نظام بنایا جائے، اس کے ساتھ مدارس اسلامیہ جو اسلام کے قلعے ہیں ان کو بھی مضبوط کرنے کی فکر رکھی جائے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ ہم اپنے طرز عمل سے اسلام کے اخلاقی نظام کو دنیا کے سامنے پیش کریں اور جو غلط فہمیاں دماغوں میں بیٹھ گئی ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں، اس کے لیے دو باتیں بے حد ضروری ہیں؛ پہلی بات یہ ہے کہ ہم خود اپنی زندگی کا رخ درست کریں، اپنی بد اخلاقیوں اور بے ضابطگیوں کو دور کریں اور رسول اکرم ﷺ کی مبارک زندگی میں جو ہمارے لیے نمونہ ہے، اس کو ہم اپنے لیے نمونہ بنائیں اور دوسری بات یہ ہے کہ برادران وطن کے لیے ایسا لٹریچر تیار کریں اور ان تک پہنچانے کی تدابیر کریں جو غلط فہمیوں کو دور کرے، اس کے لیے ملاقاتیں، ڈائلاگس اور جلسے مفید ہوں گے۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ نے اسی مقصد سے پیام انسانیت کی تحریک شروع کی تھی، یہ وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے،

اس کا لٹریچر بھی اس چوتھے کام میں بہت معاون ہوگا۔

یہ چار کام اگر ہم نے کر لیے اور ہر طبقہ تک پہنچنے کی کوشش کر لی، ایمانی جذبہ کے ساتھ، اخلاص واخلاق کی بلندی کے ساتھ، حوصلہ اور عزم کے ساتھ تو وہ دن دور نہیں کہ جب دنیا کا رخ کچھ اور ہو، راستے کھلتے چلے جائیں، انسانوں کو انسانیت کا مزہ آئے اور دونوں جہان کی کامیابی دنیا کا مقدر بنے۔

﴿وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ﴾(العنکبوت: ٦٩)

(اور جو بھی ہمارے لیے جان کھپائیں گے تو ہم ضرور ان کے لیے اپنے راستے کھول دیں گے اور یقیناً اللہ بہتر کام کرنے والوں ہی کے ساتھ ہے)

یہ کچھ گذارشات اس سے پہلے بھی عرض کی گئیں تھیں اور رمضان وعید اور موجودہ حالات کی مناسبت سے دوبارہ پیش کی جارہی ہیں، کیا بعید ہے کہ کرنے والوں کے لیے اس میں حکمت وموعظت کا کچھ سامان ہو۔

☆☆☆

ایوان فریدی گیسٹ ہاؤس

☆ شہر رائے بریلی کا ایک منفرد گیسٹ ہاؤس جس کا مقصد محض پیسہ کمانا یا مسافروں کو لوٹنا نہیں بلکہ پریشان حال لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔

☆ یہ گیسٹ ہاؤس شہر رائے بریلی کے قلب (کہاروں کا اڈہ/علی میاں چوک) میں واقع ہے اور یہاں بلا تفریق مذہب وملت سب کے لیے سہولیات یکساں ہیں۔گیسٹ ہاؤس ایسی جگہ پر ہے جہاں مسافر کو اپنی ہر ضرورت کی تکمیل آسانی سے ہوتی ہے۔

☆ اس گیسٹ ہاؤس میں آرام وراحت کی تمام سہولیات نہایت مناسب قیمت میں دستیاب ہیں۔

☆ گیسٹ ہاؤس کا اسٹاف اور ورکر ٹھہرنے والوں کے آرام کا مکمل خیال رکھنے کے پابند ہیں۔

☆ یہ گیسٹ ہاؤس مسافروں کے علاوہ شادی بیاہ کے لیے بھی دستیاب ہے۔

ایک مرتبہ خدمت کا موقع ضرور دیں:

Evan-e-Fareedi

(Guest House)

Ali Mian Chowk

(Kaharon ka Adda) Raebareli.

علی میاں چوک (کھاروں کا اڈہ) رائے بریلی

Phone No: 0535 - 2210019

مفتی راشد حسین ندوی (استاذ مدرسہ ضیاء العلوم - رائے بریلی)

سوال وجواب

سوال:- ممبئی میں عرف یہ ہے کہ دوکان مالک یا مکان مالک کرایہ دار کو بے دخل نہیں کرسکتا، وہاں کا قانون بھی یہی ہے، یہاں تک کہ کرایہ دار کے انتقال کے بعد اس کے ورثہ کو بھی بے دخل نہیں کیا جاسکتا، تو کیا اس مکان یا دوکان میں دوکاندار کے ورثہ کو کرایہ داری کا حق ملے گا؟

جواب:- کرایہ داری کے بارے میں اصل تو یہی ہے کہ مالک یا کرایہ دار کے انتقال کے بعد یہ معاملہ خود بخود ختم ہوجاتا ہے اور اگر دونوں میں سے کسی کے ورثہ معاملہ جاری رکھنا چاہیں تو از سرنو معاملہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن چونکہ وہاں کا عرف اور چلن یہ ہے کہ کرایہ دار کے ورثاء کو کرایہ داری کا حق حاصل ہوتا ہے، لہٰذا کرایہ دار کے انتقال کے بعد اس کے تمام ورثاء اس حق میں شریک ہوں گے۔ (البحر الرائق: ۸/۳۵، المباحث الفقہیہ، تجویز: ۴، منقول از؛ کتاب النوازل: ۱۲/۳۴۵)

سوال:- بہت سے لوگ اپنی دوکان یا مکان میں سورۂ بقرہ پڑھواتے ہیں، کبھی اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ شریر جنوں سے حفاظت ہو اور کبھی صرف حصول برکت کے مقصد سے پڑھوایا جاتا ہے اور نذرانہ کے طور پر پڑھنے والے کو کچھ رقم بھی دی جاتی ہے تو اس رقم کا لین دین کیسا ہے؟

جواب:- حدیث شریف میں جھاڑ پھونک کے طور پر قرآن پڑھنے اور دم کرنے کی اجرت لینے کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ (بخاری: ۵۵۱۲) اور سورۂ بقرہ کا پڑھوانا اسی مقصد سے ہوتا ہے، اس لیے مذکورہ نذرانہ کا لین دین جائز ہے، لیکن ایصال ثواب کے لیے تلاوت قرآن پر لین دین کرنا ناجائز ہے۔ (ہندیہ: ۴/۴۴۹، رسائل ابن عابدین: ۱/۱۵۷)

سوال:- ایک شخص کا ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں، اس نے اپنی پوری جائیداد اپنے بیٹے کو گفٹ کردی، تو والد کے انتقال کے بعد لڑکیاں اس جائیداد میں اپنا حصہ مانگ سکتی ہیں؟

جواب:- اگر جائیداد ہبہ کرکے بیٹے کو قبضہ بھی دلا دیا اور خود اس سے بے دخل ہوگیا تو اگرچہ ایسا کرنا گناہ کا کام ہے، حدیث میں اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس نے اس کے خلاف عمل کیا ہے، پھر بھی ہبہ مکمل ہوجائے گا اور والد کے انتقال کے بعد لڑکیوں کو وراثت طلب کرنے کا حق نہیں ہوگا، لیکن اگر ہبہ تو کردیا لیکن قبضہ نہیں دلایا تو ہبہ مکمل نہیں ہوا ہے، لہٰذا والد کے انتقال کے بعد اس جائیداد میں تمام ورثاء کا حق ہوگا اور لڑکیوں کو اپنا حق وراثت مانگنے کا حق ہوگا۔ (البحر الرائق: ۷/۴۸۳)

مولانا محمود حسن حسنی ندویؒ

رمضان کا پیام

انسان کو انسانی صفات و خصوصیات پیدا کرنے کے لیے پاکیزہ ماحول، نورانی فضاء، اور صالح اشخاص کی ضرورت پڑتی ہے اور ایک مدت اس حالت میں گزار کر صحیح ڈگر پر آنا آسان ہو جاتا ہے، یہ چاروں چیزیں اسے اگر کسی زمانہ میں حاصل ہوتی ہیں تو وہ رمضان کا زمانہ ہے، جس میں شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں، اور فساق و فجار بھی علی الإعلان فسق و فجور سے باز آنے لگتے ہیں، اشخاص و افراد میں صالحیت کی شان پیدا ہونے لگتی ہے، فضاء نورانی ہو جاتی ہے، ملائکہ کا نزول ہوتا ہے، نیکیاں کرنا آسان ہو جاتا ہے، عبادات میں دل لگتا ہے، اور اس میں شوق اور ذوق بڑھتا جاتا ہے، پاکیزہ ماحول جس کا ملنا آج کے دور میں سب سے دشوار بن گیا ہے وہ اس زمانہ میں سب سے آسان ہو جاتا ہے، روزہ کی لذت نماز کی حلاوت، ذکر وفکر اور تلاوت کا نور تراویح کا لطف اور اس کی گونج انسان کو ایسا مست کر دیتی ہے کہ وہ اپنے رب کے عشق میں سرشار اور مستانہ وار پھرنے لگتا ہے، اور دوسرے مؤمن کی یہ کیفیت دیکھ کر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے، افطار پارٹیاں کر کے، اور اپنے اپنے طور پر دوسری نیکیاں کر کے وہ بھی ماحول کی پاکیزگی، فضا کی نورانیت اور اشخاص کی صالحیت سے اس موسم میں فائدہ اٹھاتے ہیں، اور اسی میں کتنوں کو ایمان نصیب ہو جاتا ہے، اور کتنے ایمان والے اللہ کے مقرب بن جاتے ہیں، اس موسم کو اللہ نے اعتکاف کے ذریعہ اور زیادہ خوش گوار فرمایا ہے، اور اس مدت میں سب سے محترم رات بھی عنایت فرمائی اور اسے اپنے کلام مجید میں لیلۃ القدر کا نام دیا، اور پھر یہ سوال بھی اٹھایا کہ پتہ بھی ہے کہ لیلۃ القدر ہے کیا؟ اور خود ہی جواب عطا فرمایا ﴿ليلة القدر خيرٌ من ألف شهرٍ﴾ ہزار مہینوں سے یعنی ان تمام مہینوں کے رات و دن سے کہیں بہتر اس ایک رات کی ساعتیں ہیں جس میں ایک نیکی ہزار مہینوں کی رات و دن میں کی جانے والی نیکیوں سے بڑھ کر نیکی ہے، مزید اللہ رب العزت نے اس رات کو سلامتی کی رات قرار دیا، اور طلوع فجر تک اس کا وقت رکھا، وقت کتنا مختصر غروب آفتاب سے طلوع صبح صادق تک یعنی افطار کے وقت سے سحری کا وقت ختم ہونے تک، لیکن کیفیت کے اعتبار سے اس رات کو سالہا سالوں پر محیط کر دیا، اور جو بڑی عمریں پچھلی امتوں کے افراد کو دی گئی تھیں اور ان کے نیکوکار لوگوں کو نیکی کرنے کا طویل المدتی عہد دیا گیا تھا، لیکن اس رات امت محمدی کے اشخاص کو اللہ نے اس مختصر وقت میں وہ انعام عطا کر دیا، اس انعام کی صحیح قدردانی تو یہ تھی کہ ہر رات

کوغنیمت جاننا چاہیے تھا، ہر شب کا استقبال مسجد میں کرنا چاہیے تھا اور ہر شب کوالوداع جاگ کر کہنا چاہیے تھا، اور جو ایسا کرتا ہے اس پر اللہ کے مزید انعامات ہوتے ہیں، حضور سرور کائنات (ﷺ) سے فرمایا گیا:﴿أقم الصلوٰة لدلوك الشمس إلىٰ غسق الليل و قرآن الفجر إن قرآن الفجر كان مشهوداً و من الليل فتهجد به نافلةً لك عسىٰ أن يبعثك ربك مقاماً محموداً﴾

نماز وعبادت کے ساتھ سب سے اونچے مقام مقام محمود پر فائز کیے جانے کے انعام کو جوڑ کر دوسرے انسانوں کو یہ پیغام دیا کہ نماز کے ذریعہ بندہ اپنے رب کا بڑا تقرب حاصل کر سکتا ہے، اور جن جن لوگوں سے اللہ نے بڑے کام لیے ان کی زندگیوں میں نماز نے بڑی اہم جگہ بنا رکھی تھی اور نماز میں ان کا یہ حال ہوتا تھا کہ وہ نماز کی حالت میں دنیا و مافیہا کو بالکل بھول جاتے تھے، اور اپنے رب سے مناجات کے اس لمحہ میں وہ کسی اور کی سرگوشی ذرا گوارہ نہ کرتے تھے، اور اس میں رخنہ ڈالنے والا انہیں سب سے زیادہ مبغوض ہوتا تھا اور بسا اوقات ان کے لیے ملعون بھی بن جاتا تھا۔

دوسری چیز روزہ ہے کہ اللہ کی خاطر بھوک، پیاس اور خواہشات نفس اور اندرونی تقاضوں کو دبانا، اور جائز و حلال طریقہ سے اس وقت ان کا استعمال کرنا جب ان کے لیے شریعت کی طرف سے اس کی اجازت دی گئی، اس کا بڑا فائدہ اللہ نے یہ رکھا کہ اس کی بدولت قلب کی طہارت و تزکیہ کی صفت عطا فرما کر، اعمال قلوب میں سب سے اعلیٰ خصوصیت تقویٰ کی دولت عطا فرما دیتا ہے،﴿لعلكم تتقون﴾ میں اسی طرف اشارہ ہے۔

دنیا میں تو اہل تقویٰ اور اہل ایمان وایقان کو سخت آزمائشوں اور ابتلاءات سے گزرنا پڑتا ہے لیکن آخرت میں اللہ نے جو انعامات، حسین باغات، قصور و محلات، حور وغلمان اور دودھ وشہد وغیرہ کی نہروں کے رکھے ہیں اور سب سے بڑھ کر اپنے دیدار سے محظوظ ہونے کا انعام رکھا ہے وہ انہی اہل تقویٰ و طہارت کے لیے ہے، رمضان کے موسم میں اللہ نے اپنے بندوں پر جو انعامات نازل فرمائے ان میں ایک بڑا انعام نزول قرآن مجید کا ہے:﴿شهر رمضان الذى أنزل فيه القرآن هدىً للناس و بينٰت من الهدىٰ و الفرقان، فمن شهدمنكم الشهر فليصمه﴾(البقرۃ:۱۸۵)اسی لیے اس موسم کو قرآن کریم سے خاص مناسبت ہے اور جو اس موسم میں جتنا قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اور جتنا سنتا اور سناتا ہے اس کے اندر راہ ہدایت، جادۂ حق پر گامزن ہونے اور حق وباطل، خیر وشر کی تمیز کرنے کی صلاحیت و استعداد پیدا ہوتی جاتی ہے۔

عبادات کے تعلق سے رمضان المبارک کو ان تین اعمال سے خاص مناسبت ہے، نماز جس کی ندا پورے سال اور دن میں پانچ بار ہر حال میں اور ہر جگہ لگائی جاتی ہے، اس ماہ مبارک میں تراویح کی سنت کا اضافہ کردیا گیا، اور روزہ جو اس ماہ مبارک کی خصوصیت ہے اور اس کے ہر دن کو رکھا جاتا ہے، اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ خصوصی طور پر عطا فرمائیں گے۔

تیسری چیز تلاوت ہے، یہ بھی ہر روز کا حق ہے لیکن اس ماہ مبارک میں اس کے حقوق بہت زیادہ بڑھ جاتے ہیں، تلاوت عبادت کے جذبہ سے اور اس کے احکام اوامر ونواہی کو عمل میں لانے کے حوصلہ سے کرنا قلب کے تصفیہ اور نفس کے تزکیہ کا باعث بھی ہے۔

اللہ نے ایمان میں داخلہ کے لیے انسانوں کو جو کلمہ عطا فرمایا وہ ہے لا إلـه إلا الله کا کلمہ، اس کی کثرت بھی خصوصیت سے رکھنا چاہیے کہ اس سے ایمان کی تجدید بھی ہوتی ہے، اور ایمان کے بغیر کوئی بھی عمل خواہ کتنا ہی اچھا ہو معتبر نہیں، اور اس کلمہ کی کثرت سے ایمان پر خاتمہ اور اچھا انجام نصیب ہوتا ہے، اللہ کی تسبیح، تمجید، تقدیس اور حمد بھی خوب بیان کرنا چاہیے، اللہ کے نبی ﷺ پر درود شریف کی کثرت بھی کہ آپ ﷺ پر ہی قرآن پاک نازل ہوا، اس شریعت کے ساتھ آپ ﷺ مبعوث کیے گئے اور استغفار کہ وہ مقبولیت کی شان اور نیکیوں کے قبول کیے جانے کی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔

اس کے ساتھ دعاؤں کا خوب اہتمام کہ انہیں عبادات کا مغز قرار دیا گیا ہے اور اس ماہ مبارک میں ہر روز و شب ایسی ساعتیں رکھی گئی ہیں جن میں جو مانگو وہ مل جاتا ہے، اس لیے کوسنے اور بد دعا دینے سے گریز بھی کرنا چاہیے اور افطار اور سحر میں دعا کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔

اللہ نے اس مہینہ میں بڑی برکتیں رکھی ہیں، اور اس میں ہمدردی، غمخواری، دلجوئی، جود وسخا، انفاق فی سبیل اللہ، دوسروں کا تعاون، غریب پروری کو بہت پسند فرمایا ہے، اور یہ خرچ اور دوسری نیکیاں ستر گنا اور کبھی کبھی سینکڑوں گنا ثواب کا ذریعہ بن جاتی ہیں، ان کا بھی خیال رکھنا اولین ترجیحات میں ہونا چاہیے، اور الحمد للہ اہل توفیق ایسا ہی کرتے ہیں۔

یہ سب نیکیاں ہیں اور یہ نیکیاں اپنا صحیح اثر اسی وقت دکھاتی ہیں جب منکرات، فواحش اور بڑے گناہوں سے بچا جائے، مال حرام سے افطار روزے کا ناس کر دیتا ہے، اور فواحش و منکرات روزے کے ثواب کو ختم کر دیتے ہیں، جھوٹ غیبت روزے کو مکروہ کر دیتے ہیں، اور رمضان کی برکات سے محرومی کا سبب بھی بنتے ہیں رمضان المبارک کو اللہ نے تین عشرات میں تقسیم کیا، عشرہ رحمت، عشرہ مغفرت اور عشرہ عتق من النار۔

اللہ نے یہ انعامات عطا فرمائے، ان کی قدر دانی یہ ہے کہ ہر عشرہ کو اس سے پہلے کے دنوں سے بہتر سے بہتر طریقہ سے گزارا جائے اور رمضان کے اختتام پر شب عید میں مزید پھر انعام سے سرفراز ہوا جائے اور لیلۃ الجائزہ میں اپنے رب کا برگزیدہ بن کر سرخرو ہوا جائے، ایک ظاہری انعام مہینہ کے ختم پر اگلے دن روزے کے بجائے افطار سے دیا جاتا ہے لیکن اصل انعام تو آخرت میں حوض کوثر پر افطار سے اس وقت ملے گا جب جام کوثر سرور کائنات ﷺ کے ہاتھ میں ہوگا، اور وہاں روزے کھلے گا وہ اسلام کا اور پوری زندگی کا روزہ ہوگا جو وہاں کھلے گا رمضان کا روزہ اس بڑے روزہ کو صحیح طور پر پورا کرنے کی ایک مشق اور مؤثر طریقہ ہے۔

مخدومہ امۃ اللہ تسنیمؒ

حدیث کی روشنی میں

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (عورتوں سے بھلائی کے ساتھ میل جول رکھو)

﴿وَلَن تَسْتَطِيعُوا أَن تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَإِن تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ (عورتوں کے درمیان ہرگز تم پورا عدل نہ کرسکو گے، اگر چہ تم کو حرص ہو، پس ایک طرف نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو لٹکی ہوئی چھوڑ دو اور اگر تم اصلاح کرلو اور ڈرو تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے۔)

عورتوں کی فطرت بدلنے کے درپے نہ ہونا چاہیے:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں سے بھلائی کرو، عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سب سے زیادہ اوپر کا حصہ ٹیڑھا ہے اور اس کا سیدھا کروگے تو ٹوٹ جائے گی اور اگر اس کو چھوڑ دوگے تو ٹیڑھی ہی رہے گی، پس عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو۔ (بخاری ومسلم)

عورت شریک زندگی ہے اس سے لونڈی غلام کا سا سلوک اچھا نہیں:

حضرت عبد اللہ بن زمعہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے ناقہ ثمود کا اور جس نے اس کی کوچیں کاٹ دی تھیں اس کا ذکر فرمایا۔ آپ ﷺ نے ﴿اذا انبعث اشقاها﴾ (جب کہ قوم کا سب سے بدبخت آدمی اس اونٹنی کو ذبح کرنے کے لیے آمادہ ہوا) کی تفسیر فرماتے ہوئے فرمایا کہ ایک زبردست آدمی جو اپنے خاندان کی قوت وحمایت کی وجہ سے مضبوط ومحفوظ تھا اس کام کے لیے تیار ہوا۔

پھر عورتوں کا ذکر فرمایا اور ان کے بارے میں بہت نصیحتیں کیں، فرمایا: کیا بات ہے کہ ایک وقت مرد اپنی بیوی کو غلام کی طرح پیٹے، پھر ممکن ہے اسی دن رات کو اس کے ساتھ رہے پھر ریاح خارج ہونے پر ہنسنے کے متعلق فرمایا کہ آدمی دوسرے کے اس فعل پر کیوں ہنستا ہے جب کہ اس سے خود ایسی حرکت ہوتی ہے۔

مومن مرد مومنہ عورت سے نفرت نہ کرے:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن مرد مومنہ عورت سے نفرت نہ کرے۔ اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہے تو دوسری عادت اس کو خوش کرسکتی ہے۔

بدسلوک شوہر:

حضرت ایاسؓ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی بندیوں کو نہ مارو، حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! عورتیں اپنے شوہروں پر بہت دلیر ہوگئی ہیں تو آپ نے ان کو مارنے کی اجازت دی، پس عورتیں رسول اللہ ﷺ کے گھروں کے گرد پھرنے لگیں اور اپنے شوہروں کی شکایت کرنے لگیں۔ آپ نے فرمایا کہ محمد کے گھر والوں کو بہت سی عورتوں نے گھیر لیا جو اپنے شوہروں کی شاکی ہیں ان کے شوہر اچھے لوگ نہیں ہیں۔ (ابوداؤد)

محترمہ مریم جمیلہ

گھر اور خاندان کو تباہ کرنے کی سازش

آج کوئی بھی ملک مسلم پردے کے خلاف خطرناک پروپیگنڈے سے آزاد نہیں ہے، پردے کو رجعت پسندی اور جہالت قرار دیا گیا ہے اور اس بات پر زور دیا جا رہا ہے کہ ہماری معاشی اور سماجی ترقی کے لیے آزادی نسواں ضروری ہے۔ اگر ہم مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو کیا یہ ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم یہ جانیں کہ ہمارا مذہب اس موضوع پر کیا درس دے رہا ہے؟!

جہاں تک مساوات نسواں کے تصور کا تعلق ہے، سورۂ نساء کی آیت ۲۴ میں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ مرد عورتوں کے نگراں ہیں، کیوں کہ خدا نے سابقہ (عورتوں) کو آخر (مردوں) پر سبقت دی ہے اور کیوں کہ وہ (مرد) اپنی املاک کا تصرف عورتوں کی مدد کے لیے کرتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی مسلم عورت کا یہ طریق کار نہیں ہونا چاہیے کہ وہ اپنی روزی خود کمائے تا وقتیکہ اس کے پاس کوئی ملکیت نہ ہو، یا اس کا خاوند طلاق یا موت کے ذریعہ جدا نہ ہو چکا ہو، یا اس کی روزی کے لیے اس کا کوئی مرد رشتے دار نہ ہو۔

قرآن پاک ہمیں بتاتا ہے کہ خاوند عورت کا آقا بھی ہے اور رفیق بھی، اس کا (مرد) کا فرض ہے کہ عورت کے ساتھ انصاف، محبت اور مہربانی کا برتاؤ کرے اور اس کے بدلے عورت کو وفادار اور فرماں بردار ہونا چاہیے، قرآن پاک نے شوہر کو بیوی سے ایک درجہ اوپر دیا ہے اور بیوی کو شوہر کے ظلم کے نشانہ بننے کے لیے نہیں بلکہ افزائش نسل اور خاندان کی برقراری کے لیے تشکیل کیا ہے۔

ان خاندانوں میں جہاں بیوی معاشی طور پر خود کفیل ہوتی ہے شوہر کی خود بخود خاندان کی سربراہی حیثیت ختم ہو جاتی ہے، اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جہاں ماں کا اقتدار ہوتا ہے، بچوں میں باپ کے لیے احترام کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے۔

سورۂ نور کی آیت ۲۰/اور ۲۱/میں مسلم مردوں کو ممانعت ہے کہ وہ اجنبی عورتوں پر نگاہ ڈالیں اور اسی طرح مسلمان عورتوں کو بھی مردوں کو نہ دیکھنے کی اور مرد و زن دونوں کو یکساں تاکید ہے کہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں، عورتوں کو چہرے پر نقاب ڈالے رہنا چاہیے نیز اپنی خوب صورتی کی نمائش اپنے شوہروں اور قریبی رشتے داروں کے

علاوہ کسی غیر محرم شخص کے سامنے نہیں کرنی چاہیے، اس آیت سے یہ مطلب بھی لیا جاسکتا ہے کہ چہرے پر غازہ نہیں ملنا چاہیے یا ایسا لباس بھی زیب تن نہیں کرنا چاہیے جو جنسی کشش کا باعث ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ اسماءؓ (حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بہن) نے ایسے کپڑے پہنے جس میں جسم کے حصے نمایاں نظر آتے تھے، تو پیغمبر علیہ السلام نے ان کو سرزنش کی اور فرمایا کہ جب ایک عورت باہر جائے تو اس کے چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ کوئی حصہ کھلا نہیں رہنا چاہیے۔ سورۂ احزاب کی آیت ۵۵/ میں خدائے تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کی بیویوں کو تنبیہ فرمائی کہ انہیں اپنے گھروں میں رہنا چاہیے اور مسلمان عورتوں کو آرائشی لباس اور زیورات سے مزین ہوکر سیر وتفریح کو نہیں جانا چاہیے اور برسر عام نہ تو ایسے کپڑے پہننے چاہئیں اور نہ ایسا عمل کرنا چاہیے جس سے لوگوں کے لیے کشش کا باعث بنیں، وہ صرف محرم رشتہ داروں سے اور اپنے غلاموں کے ساتھ ہی آزادی سے بات چیت کرسکتی ہیں، اس سورہ کی آیت ۵۲/ میں مومنوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کی ازواج مطہرات کا لازمی ادب ملحوظ رکھا جائے اور ان سے پردے کی آڑ میں سے کوئی بات کی جائے۔ آیت ۵۹/ میں حکم ہے کہ جب مسلمان عورتوں کو باہر نکلنا ضروری ہو تو انہیں چادر سے اپنے پورے جسم کو ڈھک لینا چاہیے تاکہ وہ نیک مومنات معلوم ہوں اور کوئی نہ چھیڑ سکے۔

حدیث کی رو سے مسلمان عورت کو ممانعت کی گئی ہے کہ وہ اپنے شوہر کے علاوہ کسی مرد یا غیر محرم کے ساتھ تنہا نہ رہے اور کوئی لمبا سفر بھی تنہا بغیر کسی مرد رشتہ دار کی رفاقت کے نہ اختیار کرے، جب کہ معتبر احادیث کی رو سے مسلمان عورتوں کو مسجدوں میں عام لوگوں کے ساتھ نماز ادا کرنے سے روکا گیا ہے اور انہیں تاکید کی گئی ہے کہ تنہائی میں اپنے کمروں میں نمازیں ادا کریں جو خدا تعالیٰ کو بہت پسند ہے تو ایک مسلمان یہ کیسے برداشت کرسکتا ہے کہ مسلمان عورتیں بحیثیت سکریٹری، بینک کلرک، ایر ہوسٹس، ہوٹلوں میں خادماؤں (ویٹرس) فرموں میں ماڈلوں اور ریڈیو، ٹیلی ویژن اور فلموں میں موسیقار رضافہ رقاصہ اور ایکٹرس کی حیثیت سے کام کریں۔ سورۂ نور (۱-۲۴ آیت تک) میں ان لوگوں کے لیے اس دنیا و آخرت میں بھی سخت سزا کی تہدید دی گئی ہے جو شادی کے علاوہ جنسی تعلقات رکھتے ہیں۔ پردے کی تاکید میں قرآن کریم اور حدیث شریف کے مذکورہ بالا احکام سے بڑھ کر کیا نا قابل انکار شہادت ہوسکتی ہے۔

اسلامی احکام کی جو پابندیاں مسلمان عورتوں پر عائد کرتے ہیں ان کا خالصتاً مقصد ان ہی کی بہتری کے لیے ہوتا ہے تاکہ مرد ان سے ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکیں، اسلام بداخلاقی کی نہ صرف مذمت کرتا ہے بلکہ مومنوں کو طریقہ سے بھی روکتا ہے جو بداخلاقی کی طرف لے جانے والے ہیں۔

عورتوں کی آزادی کی تحریک کے اولین حامی مارکس اور انجلس کمیونزم کے بانی ہی تھے، جنہوں نے کمیونسٹ مینوفیسٹو ۱۸۴۸ء میں اس خیال کی تبلیغ کی تھی کہ شادی گھر اور خاندان ایک لعنت ہیں جنہوں نے عورت کو ہمیشہ غلام بنا رکھا ہے، اس لیے انہوں نے اس نظریہ کی ترویج کی کہ عورتوں کو خانگی غلامی سے آزادی ملنی چاہیے اور کارخانوں میں پورے وقت کام کرکے معاشی طور پر خودکفیل بننا چاہیے، تحریک نسواں کے موجودہ حامیوں کا خیال ہے کہ عورتوں کو اسی قدر جنسی آزادی ملنی چاہیے جو مردوں کو ہے اور مشترکہ تعلیم، مردوں کے ساتھ ملازمت، مشترکہ شوشل تقریبات میں شرکت کے مواقع ملنا چاہیے، شادی سے پہلے نیم عریاں حالت میں کورٹ شپ، مانع حمل ذرائع استعمال کرکے اختیار کرنا چاہیے، اسقاط حمل کو جائز رکھنا چاہیے تاکہ ناخواستہ حمل سے گریز کیا جاسکے، گورنمنٹ کے زیر نگرانی بچوں (جن میں سے بہت سے ناجائز ہوں گے) کی پرورش و پرداخت کے لیے نرسری اور بورڈنگ اسکول قائم ہونا چاہیے، مختصراً عورتوں کے حقوق کا جدید ترین تخیل مندرجہ بالا امور پر مشتمل ہے۔

آزادی نسواں کا جو پروپیگنڈا اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور سنیما کے ذرائع سے کیا جاتا ہے اس میں عورت کی ماں اور بیوی کی حیثیت نظر انداز کردی جاتی ہے اور عورتوں کا وجود جو اپنے گھر چلانے اور بچوں کی پرورش میں وقت صرف کرتی ہے، ناقابل معافی گناہ بتایا جاتا ہے، انہیں قوم کی نصف انسانی قوت کو بے کار مشاغل میں صرف کرنے اور معاشی نقصان کا موجب بتایا جاتا ہے، آزادی نسواں کے یہ حامی زور دیتے ہیں کہ ہر لڑکی کو اسکول و کالج میں اس طرح تربیت دینا چاہیے کہ وہ دفتر اور فیکٹری میں مرد کا مقابلہ کرسکے، ساتھ ہی ساتھ وہ یہ بھی ادعا کرتے ہیں کہ آزاد عورت کا پہلا فرض اپنے گھر کی دیکھ بھال ہے، دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جدید خاتون کو دوہرا بوجھ اٹھانا چاہیے، پورا وقت گھر سے باہر رہ کر نوکری کرکے اپنی روزی کمانے کے علاوہ اس کو اپنے شوہر اور بچوں کے متعلق بھی تمام فرائض کو کما حقہ انجام دینے اور گھر کی تنہا نگہداشت کرنے کی ذمہ داری کو بھی نبھانا چاہیے۔ ایک خاتون کے لیے یہ سب کام انجام دینا تقریباً ناممکن ہے، کیا یہ انصاف ہے؟!

مغربی قوانین سے مطابق رکھنے

کے لیے جو نئے خاندانی قوانین مسلم ممالک میں نافذ کیے گئے ہیں، کیا ان سے عورت کے درجہ میں اصلاح پیدا ہوئی ہے۔ ان قوانین کی رو سے ایک کم سے کم عمر شادی کے لیے مقرر کی گئی ہے، لیکن ان لڑکے اور لڑکیوں میں ناجائز تعلقات کو روکنے کے لیے اس قانون کی رو سے کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی ہے، مسلم ممالک میں زیادہ تر قرآن اور سنت کی تعلیمات کے برعکس کثرت ازدواج پر پابندیاں لگائی جارہی ہیں اور اس کی بالکل ممانعت کردی گئی ہے، جدت پسندوں نے کہیں اس مسئلہ پر غور بھی نہیں کیا ہے کہ ایک عورت کے لیے یہ بہتر ہے کہ وہ اپنے شوہر کی محبت میں دوسری عورت کو بھی شریک کرلے اور اس کے بچوں کو بھی باپ کا پیار اور نگہداشت مل سکے، بجائے اس کے کہ اس کا شوہر کسی عورت سے ناجائز تعلقات رکھے، اس لیے ملک کے قانون کی رو سے اسے دوسری شادی کرنے کی اجازت نہیں ہے جب تک کہ وہ پہلی بیوی کو طلاق نہ دے اور اس کو اور مع اس کے بچوں کے گھر سے نکال نہ دے، کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ وہ عورت جس کے اپنے شوہر کے ساتھ اچھے تعلقات نہیں رہ سکتے، خاموشی سے اپنے شوہر سے طلاق لے لے، تاکہ بدقسمت زن وشوہر سکون سے ایک دوسرے سے علاحدہ ہوسکیں، یا یہ کہ ان کے مقدمہ کا فیصلہ ایک عدالت میں ہو اور شوہر شادی کے بندھن سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اپنی بیوی پر غیر اخلاقی عمل کا جھوٹا الزام عائد کرنے پر مجبور ہو تاکہ عدالت کو طلاق کی ضرورت کا قائل کیا جاسکے جس کے نتیجہ میں پبلک میں رسوائی ہو اور غریب عورت کی شہرت ہمیشہ کے لیے داغ دار ہوکر اس کی زندگی برباد ہوجائے۔

دراصل آزادی نسواں کے حامی مطلقہ خاتون کی ذاتی خوشی اور بہبودی میں قطعی دلچسپی نہیں رکھتے، مسلمانوں کو اس تحریک کو اس کے اصلی رنگ وروپ میں سمجھنا چاہیے، یہ ہے کہ ایک ناپاک سازش گھر اور خاندان کو برباد کرنے کی جس کے نتیجہ میں ہماری پوری سوسائٹی بھی تباہ ہوجائے گی، حقوق نسواں آزادی اور ترقی کے خوش نما نعرے صرف ایک پردہ ہے جو اصلی مقصد کو چھپائے ہوئے ہیں، ایک مرتبہ عورت گھر کو چھوڑ دیتی ہے تو کوئی گھر نہیں رہتا اور آزادی نسواں کی تحریک سے یہاں وہی مہلک نتائج نکلیں گے جو اور جگہ نکلے ہیں۔ ناجائز جنسی تعلقات اس درجہ گرے ہوئے ہیں کہ جو جنگلی جانوروں کو بھی شرمائیں، جس کا لازمی نتیجہ گھر اور خاندان ہی نہیں بلکہ ہمارے سماج کے پورے اخلاقی ڈھانچے کی بربادی ہوگا۔ بچوں کے جرائم کی وبا اس کا لازمی پیداوار ہوگئی۔ ماضی کی تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی بداخلاقی اور گناہ کا دور دورہ ہوا ہے تو کوئی سوسائٹی زندہ نہیں رہی۔

مولانا محمد امین حسنی ندوی (رفیق-دارعرفات، رائے بریلی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات رمضان میں

رمضان کے مبارک مہینہ میں جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور قرآن مجید کا دور کرتے، اس مہینہ میں آپ کی سخاوت دوسرے مہینوں کے مقابلہ میں کئی گنا بڑھ جاتی تھی، اس مہینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت، نماز، ذکر اور سخاوت میں دوسروں سے بہت آگے رہتے تھے۔

رمضان کے روزوں کی فرضیت سنہ دو ہجری میں ہوئی، اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زندگی میں نو رمضان گذارنے کا موقع ملا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں عبادت زیادہ کرتے تھے، کبھی کبھی پوری پوری رات اور پورا پورا دن عبادت میں مشغول رہتے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو مسلسل عبادت کرنے سے روکتے تھے، صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے کہ آپ بھی تو مسلسل عبادت میں مشغول رہتے ہیں؟ تو آپ جواب دیتے کہ میرا معاملہ تمہاری طرح نہیں ہے، میرا رب تو مجھے کھلاتا اور پلاتا رہتا ہے۔

سحری کے سلسلہ میں آپ کی ہدایت یہ تھی کہ بالکل آخری وقت میں کی جائے:

”عن أبی سعید الخدری أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول: لا تواصلوا، فأيكم أراد أن يواصل فليواصل الى السحر.“ (حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم صوم وصال مت رکھو اور اگر کوئی صوم وصال رکھنا چاہے تو سحری ضرور کرے۔)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر صحیح رؤیت کے یا بغیر کسی کی گواہی کے رمضان کے روزے نہیں رکھتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی گواہی پر روزہ رکھا، ایک مرتبہ ایک بدو کی گواہی کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم کیا، اگر کوئی شہادت آپ کو نہ ملتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیس دن پورے کرتے، اگر بادل ہوتے تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیس دن مکمل کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو یہی حکم دیا:

”فأكملوا عدة

شعبان۔" (شعبان کی مدت پوری کرو)

آپ ﷺ کا معمول یہ بھی تھا کہ اگر کوئی دو آدمی عید کی نماز کا وقت نکل جانے کے بعد بھی چاند کی گواہی دیتے تو آپ ان کی گواہی تسلیم کرتے اور افطار کرتے اور لوگوں کو بھی افطار کا حکم دیتے اور عید کی نماز پڑھاتے۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ افطار میں جلدی کرتے اور اسی کی ترغیب دیتے تھے، سحری کرتے اور سحری کرنے کی تلقین کرتے تھے اور سحری کرنے میں آپ تاخیر فرماتے اور دوسروں کو بھی تاخیر کا حکم دیتے تھے، روزہ آپ ﷺ کھجور سے کھولتے تھے اور اگر کھجور نہ ہوتا تو پانی سے افطار کرتے۔

آپ ﷺ کا افطار:

آپ ﷺ نماز سے پہلے افطار کرتے تھے، افطار میں اگر تازہ کھجور ہوتی تو اس سے افطار فرماتے اور اگر تازہ کھجور نہ ہوتی، تو سوکھی کھجور سے اور اگر وہ بھی نہ ہوتی تو پانی سے۔

آپ ﷺ سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ افطار کرتے تو کہتے:

"ذهب الظمأ وابتلت العروق وثبت الأجر ان شاء اللّٰه" (پیاس ختم ہوگئی، رگیں تر ہوگئیں، اور اجر یقینی ہوگیا اگر اللہ نے چاہا)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ان للصائم عند فطره دعوة ماترد" (افطار کے وقت روزہ دار کی دعا رد نہیں کی جاتی)

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اذا أقبل الليل من هاهنا وأدبر النهار من هاهنا وغربت الشمس فقد أفطر الصائم۔"

(جب رات ادھر (پورب) سے رخ کرے اور دن ادھر (پچھم) سے پیٹھ موڑے اور سورج ڈوب جائے تو روزہ دار کے افطار کا وقت آگیا) یعنی سورج ڈوبتے ہی روزہ کھول دینا چاہیے۔

روزہ دار کے لیے آپ ﷺ کی ہدایات:

آپ ﷺ نے روزہ دار کو گالی بکنے، شوروہنگامہ کرنے اور گالی کا جواب دینے سے منع فرمایا ہے اور روزہ دار کو حکم دیا کہ کوئی اس کو گالی دے تو وہ اس کے جواب میں یہ کہے: "انی صائم" (میں روزہ سے ہوں)

رمضان میں آپ ﷺ کے سفر کا طریقہ:

آپ ﷺ رمضان میں سفر کرتے تو روزہ بھی رکھتے اور روزہ چھوڑ بھی دیتے، آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو بھی سفر کی حالت میں روزہ رکھنے یا نہ رکھنے دونوں کا اختیار دے رکھا تھا، لیکن اگر سفر جہاد کے سلسلہ میں ہوتا تو آپ

روزہ نہ رکھنے کا حکم دیتے، تاکہ جنگ میں کھانے پینے سے طاقت ملے، اگر سفر جہاد سے خالی ہوتا تو روزہ کے بارے میں آپ ﷺ فرماتے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور اگر کوئی روزہ رکھتا ہے تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔

آپ ﷺ کے اعتکاف کا طریقہ:

رمضان کے آخری دس دنوں میں پابندی کے ساتھ آپ ﷺ اعتکاف فرماتے تھے، البتہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اعتکاف چھوڑا، لیکن شوال میں پھر اس کی قضا کی۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے رمضان کے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا اور ایک مرتبہ رمضان کے دوسرے عشرہ میں پھر آخری عشرہ میں، لیکن یہ آپ ﷺ نے لیلۃ القدر کی تلاش میں کیا اور آخر میں فرمایا کہ لیلۃ القدر عشرۂ اواخر میں ہے۔

رمضان میں آپ ﷺ ایک خیمہ لگانے کا حکم دیتے تھے، وہ خیمہ مسجد میں لگا دیا جاتا تھا، اس خیمہ میں رہ کر آپ ﷺ اپنے رب سے دعائیں کرتے، استغفار کرتے اور مناجات کرتے، آپ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ کرتے تو فجر کی نماز کے بعد سے اعتکاف کرتے، آپ ﷺ ہر سال دس دن کا اعتکاف فرماتے، لیکن جس سال وفات ہوئی اس سال بیس دن کا اعتکاف کیا، آپ ﷺ جبرئیل علیہ السلام سے سال میں ایک مرتبہ قرآن کریم کا دور کرتے، وفات کے سال آپ ﷺ نے دو مرتبہ دور کیا، آپ ﷺ جب اعتکاف کرتے تو خیمہ میں داخل ہو جاتے، آپ ﷺ اعتکاف کی حالت میں گھر نہیں آتے سوائے ضرورت کے وقت، اعتکاف کی حالت میں آپ ﷺ اپنا سر باہر نکالتے، حضرت عائشہؓ کنگھی کرتیں اور سر دھوتیں، آپ ﷺ کی بعض ازواج آپ سے ملنے کے لیے خیمہ میں آتی تھیں، جب وہ واپس ہوتیں تو آپ ﷺ بھی ان کو چھوڑنے کے لیے دروازے تک آتے، آپ ﷺ اعتکاف کی حالت میں مباشرت نہیں فرماتے تھے، آپ ﷺ جب اعتکاف کرتے تو خیمہ میں فرش بچھا دیا جاتا اور جس جگہ آپ ﷺ اعتکاف فرماتے وہاں ایک چارپائی رکھ دی جاتی، اعتکاف کی حالت میں جب آپ ﷺ اپنی کسی ضرورت سے نکلتے تو مریض سے بھی گفتگو نہ کرتے اور نہ اس سے کچھ پوچھتے۔

مولانا محمد ارمغان بدایونی ندوی (رفیق-دارعرفات، رائے بریلی)

قرآن مجید-رہبر کامل

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں انسانی زندگی کو صحیح رخ پر قائم رکھنے کے لیے مختلف علاقوں میں انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، جنھوں نے اپنے اپنے علاقہ اور ماحول کے اعتبار سے لوگوں کو صالح انسانی معاشرہ کی تشکیل دینے کی دعوت دی اور انسانی زندگی میں مختلف مناسبتوں سے پیش آنے والے واقعات کے سلسلہ میں آسمانی صحیفوں کے ذریعہ ایسی تعلیمات اور اصول بیان کردیئے جو انسانیت کی نجات کے ضامن تھے، اسی سلسلہ کی ایک اہم اور آخری کڑی ''قرآن مجید'' ہے، جو امام الانبیاء سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوا اور قیامت تک کے لیے رہنما کتاب کی حیثیت سے دنیائے انسانی میں متعارف ہوا، آسمانی کتابوں میں یہ قرآن مجید ہی کا اعجاز ہے کہ اس میں آج تک کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی اور اس کے بیان کردہ اصول ہر دور میں تمام لوگوں کے لیے قابل تعمیل ہیں، مسئلہ عبادات کا ہو یا معاملات کا، سیاسیات کا ہو یا تجارت کا، معیشت کا ہو یا مالیات کا، قرآن میں تمام گوشوں پر خاطر خواہ روشنی ڈالی گئی ہے اور اختصار کے ساتھ ان تمام عقدوں کو بھی حل کردیا ہے جو قیامت تک کسی بھی حیثیت سے پیش آسکتے ہیں۔

عبادات کے باب میں صراحت کے ساتھ فرمادیا گیا کہ انسانی تخلیق کا مقصد ہی عبادت الٰہی ہے، ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات: ۵۶) (اور میں نے انسانوں اور جناتوں کو تو صرف اسی لیے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی کریں) عبادت کی اہمیت و ضرورت کا اندازہ اس آیت سے بھی بآسانی لگایا جاسکتا ہے، جس میں وضاحت فرمادی کہ مرتے دم تک عبادت سے مفر نہیں، ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ (الحجر: ۹۹) (اور اپنے رب کی بندگی میں لگے رہیے یہاں تک کہ یقینی (چیز) آپ کو پیش آجائے) عموماً آپسی رہن سہن میں انسان کا ان لوگوں سے بھی واسطہ پڑتا ہے جو حلقہ بگوش اسلام نہیں ہوتے، ممکن تھا کہ ان کی رعایت میں عبادت الٰہی کے اندر کسی طرح کوئی سستی آتی، لہٰذا اس سلسلہ میں تاکید کے ساتھ دوٹوک انداز میں نبی اکرم ﷺ کو مخاطب بنا کر صراحت کردی گئی، ارشاد خداوندی ہے: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ☆ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ☆ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ☆ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ☆ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ☆ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾ (الکافرون: ۱-۶) (کہہ

دیجیے اے انکار کرنے والو، میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں اور نہ مجھے اس کی عبادت کرنی ہے جس کی عبادت تم کرتے رہے ہو اور نہ تمہیں اس کی عبادت کرنی ہے جس کی عبادت میں کرتا ہوں، تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین)

عبادات کے بعد معاشرتی زندگی میں والدین، اقرباء، یتامیٰ، مساکین اور پڑوسی وغیرہ تمام لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی، ارشاد الٰہی ہے:﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالاً فَخُوراً﴾(النساء: ٣٦) (اور اللہ کی بندگی کرتے رہو اور اس کے ساتھ کچھ بھی شریک مت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو اور قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی، ساتھ بیٹھنے والے، مسافر اور غلاموں کے ساتھ (بھی حسن سلوک کرو) بلاشبہ اللہ تعالیٰ اِترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا) یہ قرآن مجید ہی کا اعجاز ہے کہ وہ احکام وتعلیمات بیان کرنے کے ساتھ انسان کی خامیوں اور کمزوریوں پر نشاندہی بھی کردیتا ہے، مذکورہ آیت میں تمام لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دینے کے بعد ''اِترانے والے شیخی باز'' کو ناپسند کرنے کا تذکرہ کرنے میں یہی حکمت پوشیدہ ہے کہ انسانی فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ بعض مرتبہ جب وہ کوئی خیر کا کام کرتا ہے تو کسی نہ کسی درجہ میں اس کے اندر اکڑ اور خودنمائی کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے، جو اس کے تمام اعمال کو اکارت کردیتا ہے، اسی لیے ایسے موقع پر قرآن مجید نے فوراً آگاہ کردیا کہ تمام کام اللہ کی رضا کے لیے ہوں، کسی بھی خیر کے کام کو کرنے کے بعد اکڑنا اچھی بات نہیں۔

معاشرتی زندگی میں ہر موڑ پر پیش آمدہ مسائل کی رہنمائی فرمانے کے ساتھ ان تمام امور میں بھی مکمل رہنمائی کی گئی، جن کا تعلق مالیات یا سیاسیات سے ہے، تاکہ انسان جو کچھ کمائے وہ بھی حلال ہو اور جس سوسائٹی میں رہے اس میں ایک امانت دار اور منصف کی حیثیت سے پہچانا جاسکے اور پورا معاشرہ امن وامان اور انسانیت دوستی کی عظیم الشان مثال بن سکے، قرآن مجید نے مال کے بارے میں سب سے پہلے یہ تصور قائم کرایا کہ مال اللہ کی دی ہوئی ایک امانت ہے، جس کو صحیح مصرف میں خرچ کرنا چاہیے، ورنہ یہی مال انسان کے لیے آخرت میں ہلاکت و خسران کا باعث ہوگا، سورۂ نوح میں استغفار کی کثرت پر ملنے والے انعامات کا تذکرہ کرتے ہوئے مال کی نعمت یاد دلاکر ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَاراً﴾(نوح: ١٢) (اور تمہارے مال اور بیٹوں میں اضافہ فرمائے گا اور تمہارے لیے باغات تیار کردے گا اور

تمہارے لیے نہریں جاری فرمادے گا) پھر اسی مال کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے والوں کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:﴿الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى لَّهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾(البقرة: ٢٦٢) (وہ جو اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد اس پر نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ اذیت (دیتے ہیں) ان کے لیے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے) یہاں بھی یہ بات قابل توجہ ہے، ممکن تھا کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کے بعد انسان میں کچھ خودنمائی اور جذبہ احسان مندی پیدا ہوتا تو فوراً اس کی نشاندہی کردی گئی تاکہ اس کا یہ اچھا عمل اس کی نیت کے فساد سے ضائع نہ ہوجائے، جن لوگوں کو یہ مال و دولت یا دنیا کی کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کے قرب سے دور کرے، عیاشی میں مبتلا کرے، ایسے لوگوں کے متعلق بھی قرآن مجید نے بات صاف کردی، ارشاد ہوتا ہے:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾(المنافقون: ٩) (اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد کہیں تم کو اللہ کی یاد اور نماز سے غافل نہ کردیں اور جس نے ایسا کیا تو ایسے لوگ ہی گھاٹا اٹھانے والے ہیں)

انسانی سماج میں ”عدل و انصاف“ ایک جلی عنوان ہے، جس کے مفقود ہونے پر قومیں زوال کا شکار ہوجاتی ہیں، اس کے متعلق ارشاد ہے: ﴿وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ﴾ (اور جب بات کہنا تو انصاف ہی سے کہنا خواہ اپنا قریب ہی کیوں نہ ہو) یہ ایک عام اصول بیان کردیا گیا، اب بات کرنا خواہ آپسی بات چیت ہو، یا کسی مقدمہ کی بات چیت ہو، یا خطیب و واعظ اور مصنف کی بات ہو، غرض کہ ہر جگہ اس حکم کا انطباق ہوگا، یہ آخری درجہ کی بات ہے کہ قرآن مجید نے دکھتی رگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا کہ انصاف کی بات کہنا زیادہ عزیز ہونا چاہیے، بمقابلہ کسی قریبی رشتہ دار کے، کیونکہ بسا اوقات انسان اپنے اقرباء کی اقرباء پروری میں حق و انصاف کی بات سے روگردانی کرجاتا ہے۔

انسانی زندگی کے مختلف خانوں میں قرآن کے یہ بیش قیمت اصول مختصراً ذکر کیے گئے، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن نے زندگی کے کسی کونے میں انسان کو تنہا نہیں چھوڑا، بلکہ اس کے اصول ہمیشہ کے لیے تاباں و درخشاں ہیں، انہی کے اختیار کرنے میں انسانیت کی فلاح ہے اور قرن اول اس کی بہترین مثال ہے، ظاہر ہے اس کو چھوڑ کر نکبت و ذلت میں مبتلا ہونا تمام انسانیت کے لیے ضلالت کا سبب ہے، کاش! آج کی ترقی یافتہ قومیں قرآن مجید کے اس سبق کو سمجھتیں اور انسانیت کو ایک کھلی فضا میں سانس لینے کا موقع فراہم ہو۔

صفیہ بانو میموریل گرلس جونیئر ہائی اسکول

SAFIA BANO MEMORIAL GIRLS JUNIOR HIGH SCHOOL

رائے بریلی میں مسلمان لڑکیوں کے لئے کوئی ایسا ادارہ نہیں تھا جہاں عصری علوم کی تعلیم کا انتظام ہو۔ جو گرلس اسکول شہر میں چل رہے ہیں وہ سب غیر اسلامی بلکہ مخالف اسلام معاشرت کے علمبردار ہیں۔ وہاں مسلمان لڑکیوں کا داخلہ تک آسانی سے نہیں ہوتا۔ اگر کسی طرح داخلہ ہو بھی جاتا ہے تو اپنی اسلامی معاشرت کو تج کر ہی داخلہ ممکن ہوتا ہے۔

ان حالات میں ضروری تھا کہ ایک ایسا گرلس اسکول قائم کیا جائے جہاں عصری علوم کی تعلیم کے ساتھ اسلامی معاشرت کا اہتمام رکھا جائے اور طالبات کی اسلامی تربیت کا اہتمام ہو، تا کہ ان کو اپنی اسلامی تہذیب، ملی خصوصیات پر فخر ہو اور وہ غیر اسلامی اور مغربی تہذیب وتمدن سے مرعوب نہ ہو کر اسلام کی نمائندہ بن کر آئندہ زندگی میں اپنا ملی کردار ادا کر سکیں اور اپنی اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت کر سکیں۔ اس بنیاد پر صفیہ بانو گرلس اسکول کا قیام عمل میں آیا۔ اس کا افتتاح کرتے ہوئے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا تھا:

"یہ اسکول جس کا افتتاح چھپر پوش کمرے بنا کر کر دیا گیا ہے، ایک وسیع قطعۂ آراضی پر واقع ہے، اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ درسگاہ کے لئے جدید سہولتوں سے آراستہ ایک عمارت تعمیر کی جائے تا کہ کسی بھی لحاظ سے یہ اسکول دوسرے سرکاری اسکول سے پیچھے نہ رہے اور ایک معیاری اسکول کی حیثیت اختیار کر جائے۔"

اسکول پر ایک ہی سال گزرا تھا کہ طالبات کی کثرت کی وجہ سے جگہ تنگ ہو گئی اور جو چھپر پوش کمرے بنائے گئے تھے وہ ناکافی ہو گئے۔ یہ دیکھ کر اسکول کے لئے عمارت کی فکر کی گئی اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک سے اسکول کی عمارت کا سنگ بنیاد نصب کیا گیا۔ اور اب الحمد للہ دس کمرے بن کر تیار ہو گئے ہیں جن میں دیگر درجات لگ رہے ہیں۔ صفیہ بانو اسکول اب جونیئر ہائی اسکول کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ انشاء اللہ ڈگری کالج تک اس کو پہنچانے کا پروگرام ہے۔

زیر انتظام
مولانا محمد ثانی حسنی میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی
دائرہ شاہ علم اللہ تکیہ کلاں، رائے بریلی (یوپی)
نیجر موبائل: 9415741996

صفیہ بانو میموریل گرلس جونیئر ہائی اسکول
تلیہ کوٹ، رائے بریلی
مولانا سید جعفر مسعود حسنی ندوی جنرل سکریٹری

جامعۃ ام المؤمنین عائشۃ الاسلامیۃ للبنات

بڑاکنواں، رائے بریلی (یوپی) انڈیا-229001

مقاصد و خدمات

جامعہ کا تعارف

جامعہ ام المؤمنین عائشۃ الاسلامیہ للبنات بچیوں کا ایک دینی و تعلیمی ادارہ ہے جو شہر رائے بریلی کے قلب میں واقع ہے۔ الحمدللہ ادارہ کو روز اول ہی سے حضرت مولانا سید رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی کی سرپرستی حاصل ہے۔ ۱۹۸۵ء میں ادارہ کا قیام عمل میں آیا، اس وقت ہندوستان کے مختلف خطوں اور گوشوں کی تقریباً پانچ سو طالبات زیر تعلیم ہیں جن کے قیام وطعام کا مدرسہ کفیل ہے۔ یہاں ہر طرح کی سہولیات موجود ہیں، مثلاً لائٹ، پانی اور دوا وعلاج کے لئے گاڑی کا نظم ہے۔ کشادہ ہاسٹل، درسگاہ، لائبریری اور ایک بڑا ڈائننگ ہال ہے۔ الحمدللہ ۱۹۹۶ء میں اس ادارہ سے سند عالمیت حاصل کرنے والا پہلا بیچ سات (۷) طالبات پر مشتمل تھا اور ۲۰۱۹ء تک ۱۰۵۰ طالبات سند عالمیت حاصل کرچکی ہیں۔ ان میں سے بیشتر اپنے اپنے علاقوں کے مدارس ومکاتب اور اپنے گھروں میں دینی واصلاحی خدمات انجام دے رہی ہیں۔ جامعہ میں حفظ قرآن کا شعبہ ۲۰۱۲ء میں قائم ہوا الحمدللہ اب تک ۱۶ بچیوں نے تکمیل قرآن کی سعادت حاصل کرلی ہے۔

مشاہیر واکابر امت کی نظر میں

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کا خطاب

"جب تک ہماری بچیوں کی صحیح اسلامی تعلیم نہ ہو اور اسلام پر پورا اعتماد نہ ہو تب تک ہم اپنے معاشرے اپنے سماج اپنی سوسائٹی کو باہر کے اثرات سے نہیں بچا سکتے، اس لئے بہت ضروری ہے کہ لڑکیوں کی دینی تعلیم کا انتظام ہو۔ خوشی کی بات ہے کہ ہمارے عزیز دوستوں نے اور رائے بریلی کے دینی ذوق رکھنے والوں نے بچیوں کی دینی تعلیم کے لئے جامعہ ام المؤمنین عائشۃ الاسلامیہ للبنات کے نام سے رائے بریلی شہر میں ایک مدرسہ قائم کیا، میں مبارکباد دیتا ہوں ان لوگوں کو جنہوں نے یہ قدم اٹھایا اور مبارکباد دیتا ہوں جنھوں نے اس کو سراہا اور اس کی مدد کی یا کریں گے اور امید کرتا ہوں کہ یہ مدرسہ ترقی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو آفات وشرور سے بچائے"۔ (آمین)

حضرت مولانا قاری صدیق صاحب باندوی

جامعہ عائشۃ للبنات رائے بریلی میں بچیوں کی دینی تعلیم کا ادارہ ہے، اس قسم کے اداروں کی سخت ضرورت ہے۔ ایسے ہی اداروں میں تربیت کا صحیح انتظام قائم ہوسکتا ہے جس کا مکمل نمونہ یہ جامعہ ہے۔ (۲۵ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ)

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

یہ مدرسہ چند سالوں میں ترقی کرکے اب جامعہ کی شکل میں دینی وعلمی خدمات انجام دے رہا ہے جس میں طالبات کی کثیر تعداد زیر تعلیم ہے۔ اور دار الاقامہ میں طعام وتربیت کا بخوبی انتظام ہے اور اس کے فوائد دور دراز علاقوں میں محسوس کئے جارہے ہیں۔ (۱۵ر شعبان ۱۴۳۳ھ)

حضرت مولانا سید ارشد مدنی

جامعہ عائشۃ للبنات شہر رائے بریلی میں قائم ہے جس میں مختلف اضلاع سے بچیاں تعلیم حاصل کررہی ہیں اور اس کے سرپرست حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم ہیں۔ اس ادارہ کی تصویب کیلئے ان کا نام گرامی کافی ہے۔ والسلام (۲۰ر شعبان ۱۴۳۱ھ)

حضرت مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی

مجھے بہت خوشی ہے کہ رائے بریلی میں طالبات کی دینی تعلیم کا ایک بہترین ادارہ جامعہ عائشۃ للبنات کی شکل میں قائم ہے اس ادارہ کے انتظامی اور تعلیمی امور خانوادہ حسنی کی نگرانی میں انجام پاتے ہیں۔ یہاں امت کی سیکڑوں بچیاں اہل دینی تعلیم سے بہرہ اندوز ہورہی ہیں۔ اور ایک اچھا معاشرہ وجود میں آرہا ہے۔

حضرت مفتی احمد خانپوری (گجراتی سے ترجمہ)

جامعہ عائشۃ للبنات رائے بریلی، یوپی میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی نگرانی میں انہیں کے خاندان کے اراکین نے قائم کیا تھا، جس کو آج ۲۵ سال سے زائد کا عرصہ گذر چکا ہے، یہاں سیکڑوں بچیاں زیر تعلیم ہیں، اکثر کی کفالت جامعہ کررہا ہے۔ (۱۳ر ۲ر ۱۴۳۳ھ)

حضرت مولانا طلحہ صاحب کاندھلوی

(جانشین حضرت مولانا محمد زکریا صاحب)

رائے بریلی میں جامعہ عائشۃ تعلیم نسواں کا ایک اہم ادارہ ہے۔ ضمانت کیلئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ حضرت مولانا علی میاں کے متعلقین اسکے ذمہ دار ہیں۔ (سابق سرپرست مظاہر العلوم)

علامہ یوسف القرضاوی

فرماتے ہیں کہ آج مورخہ ۱۹ر اکتوبر ۱۹۹۶ء کو مجھے مدرسہ عائشۃ للبنات رائے بریلی کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی، میں امید کرتا ہوں کہ یہ ایک بلند مرتبت یونیورسٹی ہوگی جہاں سے نوجوان بچیاں صالحہ داعیہ اور عالمہ بن کر نکلیں گی۔ میں نے طالبات کو پردہ کے انتظام کے تحت رہ کر خطاب کیا، یہ وہ انتظام ہے جس کو شیخ ابوالحسن علی حسنی ندوی کی اسلامی تعلیمات کے مطابق ندوۃ العلماء سے تعلق رکھنے والے بھائیوں نے اختیار کررکھا ہے۔ (۱۹ر اکتوبر ۱۹۹۶ء)

جامعہ میں حضرت مولانا غلام محمد وستانوی کی آمد

۲۶ر اپریل ۲۰۱۶ء کو بعد نماز عصر مولانا کی آمد ہوئی، مولانا کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہاں طالبات کے لئے عالمیت وحفظ قرآن کا پردے کے ساتھ بہترین نظم ہے تو خوشی کا اظہار فرمایا۔

ڈاکٹر محمد اکرم ندوی (آکسفورڈ یونیورسٹی لندن)

جامعہ کی زیارت کا موقع ملا، جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ یہاں عالمیت کی مکمل تعلیم ہوتی ہے۔ طالبات حدیث وفقہ پڑھتی ہیں، دار الاقامہ میں بچیوں کی ایک بڑی تعداد ہے۔ لائبریری میں مختلف علوم وفنون کی کتابیں دستیاب ہیں۔ (۲۹ر ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ)

آمدنی کا انحصار

(۱) صدقات (۲) زکوٰۃ (۳) عطیات (۴) مستطیع بچیوں سے برائے نام فیس۔

جامعہ کی ایک جھلک

تفصیلات	تعداد	تفصیلات	تعداد
معلمات ومعلمین	40	لائبریری	1
ملازمین	20	مطبخ	1
طالبات ہاسٹل	400	دربان روم	1
طالبات شہر	100	اسٹاف روم	3
ڈائننگ ہال	1	کمپیوٹر	1
کمپیوٹر روم	1	آئی ٹی آئی ہال	2
ہاسٹل کے کمرے	37	ثقافتی پروگرام ہال	1
درسگاہ کے کمرے	22	دفتر نظامت واکاؤنٹ روم	2
پرنسپل وٹیچرز روم	2	علاج کیلئے وین	1

جامعہ کے منصوبوں پر ایک نظر

منصوبے	تخمینہ
مطبخ	10,00,000.00
مہمان خانہ (۱ عدد)	30,00,000.00
درسگاہ بالائی منزل	1,28,22,000.00
جنریٹر (۱ عدد)	7,00,000.00
سواری (۲ عدد)	25,00,000.00
دستکاری مشین (۱۰ عدد)	1,50,000.00
کمپیوٹر (۱۵ عدد)	2,25,000.00
اسٹاف کوارٹر (۳ عدد)	24,00,000.00
فی طالبہ (عالمیت)	75,000.00
فی طالبہ (حفظ)	55,000.00

کل سالانہ خرچ 75,00,000 روپے

تعلیمی الحاق

۱۔ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
۲۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
۳۔ یوپی مدرسہ تعلیمی بورڈ لکھنؤ

تعلیم

جامعہ میں پرائمری درجات کے ساتھ عالمیت، حفظ قرآن کا بھی نظم ہے اور ابتداء سے ہی عربی، انگلش، ریاضی، ہندی، سائنس وغیرہ بھی پڑھائی جاتی ہے۔ ہائی اسکول یا انٹر پاس طالبات کے لئے ایک خصوصی پانچ سالہ عالمیت کا کورس رکھا گیا ہے۔

تعلیمی مراحل

عربی چہارم تک	:	۷ سال
عالمیت عربی اول تا چہارم	:	۵ سال
شعبہ حفظ قرآن	:	تقریباً ۳ سال

خالد بن ولید آئی ٹی آئی

[illegible]

کفالات

[illegible]

ضروریات اور منصوبے

(۱) [illegible]
(۲) [illegible]
(۳) [illegible]
(۴) [illegible]
(۵) [illegible]
(۶) [illegible]
(۷) [illegible]
(۸) [illegible]

اپیل

آج کے اس پرفتن دور میں ضروری ہے کہ اسلام کی تعلیمات کو عام کیا جائے اور مسلم مستورات کو ازواج مطہرات کے طرز پر زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھایا جائے نیز تعلیمات نبوی سے روشناس کرایا جائے۔ ادارہ اپنے اس کام کو پوری لگن کے ساتھ کرنے میں مصروف ہے اور آپ اہل خیر حضرات سے درخواست ہے کہ مسلم طالبات کے اس دینی ادارہ کو ترقی دینے میں ہاتھ بٹائیں اور ہر ممکن مدد کریں۔

ڈاکٹر احمد الحسنی ندوی (صدر)
مولانا جعفر مسعود حسنی ندوی (جنرل سکریٹری)
مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی (ناظم)
معاذ حسینی ندوی (ناظر)

چیک وڈرافٹ کے ذریعہ تعاون بھیجنے کے لئے مندرجہ ذیل تفصیل ہے۔

Madarsa Aisha Lilbanat
A/C. No. 00520200000026
BANK OF BARODA
Brach : Raebareli (U.P.)
IFSC Code: BARB0RAEBAR

زیرانتظام:

مولانا محمد ثانی حسنی میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی

دائرہ شاہ علم اللہ، تکیہ کلاں، رائے بریلی، یوپی

Website: www.jamiaaishalilbanat.org
Email: info@jamiaaishalilbanat.org
Cell : +91 9415955780, +91 7275996225
Phone : 0535-2213602

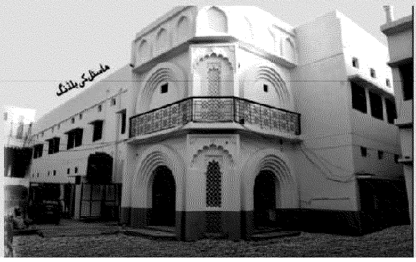

Maulana Mohammad Sani Hasani
Memorial Educational Society
P. Box No.-48, Dairah Shah Alamullah
Takia Kalan, Raebareli (U.P.)

مولانا محمد ثانی حسنی میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی
پوسٹ بکس نمبر۴۸
دائرہ شاہ علم اللہ تکیہ کلاں، رائے بریلی۔۲۲۹۰۰۱

مولانا محمد ثانی حسنی میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی

کا قیام ۹ر رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۰ر جون ۱۹۸۲ء کو حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ اور سوسائٹی شروع ہی سے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کے زیر سرپرستی اپنی خدمات انجام دے رہی ہے۔

سوسائٹی کے اغراض و مقاصد: مسلمانوں میں دینی وعصری تعلیم کا فروغ، اسلامی افکار ونظریات کا فروغ اور اس کی اشاعت، دینی شعور کو بیدار کرنا اور ایسے تعلیمی ادارے قائم کرنا جو مسلمانوں کو دینی ودنیاوی میدانوں میں ترقی کرنے اور ان کو ایک مفید عام شہری بنانے میں مددگار ثابت ہوں۔

سوسائٹی کے زیر انتظام ادارے: (۱) جامعہ ام المومنین عائشۃ الاسلامیہ للبنات، برائے بریلی (۲) محمد ثانی حسنی لائبریری رائے بریلی (۳) مدرسہ سید احمد شہید تکیہ کلاں رائے بریلی (۴) ایوان فریدی (مسافر خانہ) رائے بریلی (۵) صفیہ بانو گرلس اسکول (۶) مولانا علی میاں رفاہی اسپتال۔ ان کے علاوہ سوسائٹی مختلف جگہوں پر رفاہی کام انجام دے رہی ہے۔

آئندہ کے منصوبے

ملت ہاسٹل: مسلمان طلباء اور نوجوانوں کی ذہنی وجسمانی تربیت تاکہ وہ صحیح اسلامی خطوط پر رہیں اور فاسد ماحول سے محفوظ رہ سکیں۔

اسلامک اسکولوں کا قیام: مختلف علاقوں میں ارتداد کی ایک لہر ہے جس کے تدارک کے لئے ضروری ہے کہ اسلامک اسکولوں کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ وہاں ہر مکتبہ فکر کے بچے اپنے اسلامی تشخص کو دنیاوی تعلیم کے ساتھ باقی رکھ سکیں۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ سوسائٹی کے بارے میں فرماتے ہیں: ''مولانا محمد ثانی حسنی میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی ہمارے شہر رائے بریلی کی ایک معروف سوسائٹی ہے جو تعلیمی، ثقافتی اور دعوتی میدان میں ایک عرصہ سے نمایاں خدمات انجام دے رہی ہے اس کے افراد صحیح عقیدہ کے حامل تعمیری ذہن کے مالک اور دعوت اسلامی کا جذبہ رکھنے والے ہیں، میں نے سوسائٹی کے کاموں کو قریب سے دیکھا اور پسند کیا ہے، سوسائٹی اس بات کی بخوبی مستحق ہے کہ اہل خیر اس کے ساتھ مالی تعاون کریں، مجھے امید ہے کہ سوسائٹی آئندہ اور مفید ثابت ہوگی اور اس کو استحکام اور قوت نصیب ہوگی۔''

Under Management of
Maulana Mohammad Sani Hasani
Memorial Educational Society

Jamia Ummul Momeneen
Aisha-Lil Banat
Affiliated : Darul Uloom Nadwatul Ulama, Lko
Bara Kuwan, Rae Bareli

Madarsa Syed Ahmad Shaheed
Affiliated : Darul Uloom Nadwatul Ulama, Lko
Takiya Kalan, Rae Bareli

Safia Bano Memorial Girls
Junior High School
Takiya Kot, Rae Bareli

Maulana Ali Miyan
Rifahi Hospital
Qila Bazar, Rae Bareli

Evan-e-Fareedi
(Musafir Khana)
Alimyan Chowk,
(Kaharon Ka Adda), Rae Bareli

Address :
Maulana Mohammad Sani Hasani
Memorial Educational Sosiety
P. Box No.-48, Dairah Shah Alamullah
Takia Kalan, Rae Bareli (U.P.)

مولانا سید جعفر مسعود حسنی صاحب
جنرل سکریٹری
موبائل: 9115317670

قدیم وجدید کتب کے مرکز کا نام مکتبہ اسلام

شائقین کتب اور تشنگان علم کے لیے گھر بیٹھے کتاب حاصل کرنے اور مطالعہ کا بہترین موقعہ

تفسیر قرآن، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، فقہ، سیر وسوانح، تاریخ، ادب وقرآنی قصوں پر مشتمل اہم کتب اور بچوں وبچیوں کی تربیتی وادبی اور من پسند اخلاقی واصلاحی کہانیاں، اور ان موضوعات کے علاوہ کسی بھی موضوع پر اپنی پسندیدہ کتاب گھر بیٹھے آن لائن وآف لائن آرڈر کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کی ہر کتابی ضرورت کو پورا کرنے والا آپ کا اپنا پسندیدہ مقام مکتبہ اسلام

رابطہ قائم کریں:

مکتبہ اسلام

رؤف مارکیٹ 177/41 گوئن روڈ، امین آباد لکھنؤ
پن کوڈ:226018

Contact :

MAKTABA-E-ISLAM

177/41 Rauf Market, Gwynne Road, Aminabad
Lucknow - 226018
Mobile No. :+919453949221
Email : maktabaeislam@gmail.com

مدرسہ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ (برائے حفظ و تجوید قرآن مجید)

(ملحقہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

رائے بریلی میں چند برس قبل قرآن مجید کے حفظ اور تجوید کی معیاری تعلیم کے لئے سوسائٹی کے زیر اہتمام اس مدرسہ کا قیام عمل میں آیا تھا، تا کہ قرآن مجید کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنے اور یاد کرنے کے ساتھ ساتھ حفظ قرآن اور تجوید کا ذوق وشوق عام ہو اور ہر مسلمان خاندان میں کم از کم ایک حافظ قرآن تیار ہو جائے۔ یہ مدرسہ جو شہر کی ایک مسجد میں قائم کیا گیا تھا اور وہاں حسب استطاعت خدمت انجام دے رہا تھا لیکن جگہ کی تنگی کی وجہ سے طلباء اور اساتذہ کافی دشواریوں کے شکار تھے۔ الحمد للہ یہ مدرسہ دائرۂ شاہ علم اللہ حسنی میں امیر المؤمنین حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مکان میں منتقل کیا گیا، پھر اسی جگہ مدرسہ کے لئے جدید کشادہ عمارت کی تعمیر کی گئی جس میں اب مدرسہ چل رہا ہے۔ اس مدرسہ میں طلباء کے قیام وطعام کے انتظام کے ساتھ ان کی دیگر ضروریات کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔

ضروریات مدرسہ

- اساتذہ کے لئے مکانات کی تعمیر
- اساتذہ کی تنخواہیں
- غیر مستطیع طلباء کے لئے وظائف کی فراہمی اور پانی کی ٹنکی کی تعمیر

زیر انتظام

مولانا محمد ثانی حسنی میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی
دائرہ شاہ علم اللہ تکیہ کلاں، رائے بریلی (یوپی)
موبائل: 7408818781

مولانا بلال عبدالحئی ندوی دامت برکاتہم (ناظم)
مولانا سید جعفر مسعود حسنی ندوی (جنرل سکریٹری)
سید محمود اشرف (مہتمم)

کچھ اہم و مفید مطبوعات

از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ:

کاروانِ زندگی حصہ اول	260
کاروانِ زندگی حصہ دوم	350
کاروانِ زندگی حصہ سوم	220
کاروانِ زندگی حصہ چہارم	350
کاروانِ زندگی حصہ پنجم	200
کاروانِ زندگی حصہ ششم	240
کاروانِ زندگی حصہ ہفتم (مع ضمیمہ)	275
کاروانِ زندگی مکمل سیٹ	1895
مطالعہ قرآن کے اصول ومبادی	150
ارکان اربعہ	300
خواتین اور دین کی خدمت	100
کاروان ایمان وعزیمت	150
دعائیں	40
سوانح مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ	300
سوانح مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ	280
نبی رحمت (ﷺ)	450
سیرت سید احمد شہیدؒ (دو جلدیں)	800
تاریخ دعوت وعزیمت (پانچ جلدیں)	1650
انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر	280
اپنے گھر سے بیت اللہ تک	80
اصلاحیات	90
تذکرہ مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ	70

از حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی:

رہبر انسانیت	450
قرآن مجید انسانی زندگی کا رہبر کامل	260
دو مہینے امریکا میں	300
جزیرۃ العرب	250
حج ومقامات حج	90
امت مسلمہ رہبر اور مثالی امت	110
سماج کی تعلیم وتربیت	130
یادوں کے چراغ	250

از حضرت سید مولانا محمد ثانی حسنیؒ:

سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ	300
مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ	40
زبان کی نیکیاں	.....
مجدد الف ثانیؒ	10
گلدستہ حمد وسلام	15
خانوادۂ علم اللّٰہی	250
میزاب رحمت	150
سوانح مولانا سید محمد الحسنیؒ	250

از مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی:

تذکرہ صحابیاتؓ	140
تذکرہ حضرت سید احمد شہیدؒ	150
مکتوبات مولانا ابوالحسن علی ندویؒ (اول)	250
مکتوبات مولانا ابوالحسن علی ندویؒ (دوم)	350
〃 〃 (سوم)	300
〃 〃 (چہارم)	400
〃 〃 (پنجم)	350
سیرت امہات المؤمنینؓ	140

از مولانا سید محمد الحسنیؒ:

تذکرہ حضرت سید شاہ علم اللہؒ	150

از محترمہ امۃ اللہ تسنیم مرحومہ:

زاد سفر مکمل	620
باب کرم	12
بچوں کی قصص الانبیاء (اول)	80
بچوں کی قصص الانبیاء (دوم)	70
بچوں کی قصص الانبیاء (سوم)	80
بچوں کی قصص الانبیاء (چہارم)	60
ہمارے حضور (ﷺ) (اردو)	80
ہمارے حضور (ﷺ) (ہندی)	80
مناجات ہاتف	20
دیار حبیب (ﷺ)	5

از مخدومہ خیر النساء بہترؒ:

حسن معاشرت	65
کلید باب رحمت	25
ذائقہ	70
ذکر خیر	80

از مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ:

تعلیم الاسلام	60
نور الایمان	18

از مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ:

نماز سمجھ کر پڑھیے	25

از مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی:

نظام تعلیم وتربیت	100
محسن انسانیتؐ	60

از دیگر مصنفین:

بشریت انبیاء (مولانا عبدالماجد دریابادیؒ)	90
سیرت صدیقؓ (مولانا حبیب الرحمٰن شیروانیؒ)	.....
عربی میں نعتیہ کلام (ڈاکٹر عبداللہ عباس ندویؒ)	150
امت مسلمہ کی مائیں (مولانا عاشق الٰہی بلندشہریؒ)	80
رسولؐ کی صاحبزادیاں (مولانا عاشق الٰہی بلندشہریؒ)	50
اعمال قرآنی (مولانا اشرف علی تھانویؒ)	30
مثالی حکمراں (مولانا عبدالسلام قدوائیؒ)	50
عربی زبان کے دس سبق 〃	20
خلافت راشدہ (مولانا غلام رسول مہرؒ)	40
خلافت بنی امیہ 〃	45
خلافت عباسیہ 〃	28
بہشتی ثمر (اول) (مولانا عیسیٰ صاحبؒ)	80
بہشتی ثمر (دوم) 〃	45
تعلیم القرآن (مولانا اویس نگرامی ندویؒ)	90
بکھرے موتی (مولانا نیاز احمد بستویؒ)	25
کتاب النحو (حافظ عبدالرحمٰن امرتسریؒ)	80
کتاب الصرف (حافظ عبدالرحمٰن امرتسریؒ)	70
ہدایۃ النحو (سراج الدین عثمانی اودھی)	75
کلیلہ ودمنہ	90

مکتبہ اسلام رؤف مارکیٹ، گوئن روڈ، لکھنؤ ۱۸
Mobile: 9453949221

Postal Regd. No. LW/NP-184/2024-26 R. N. 2416/57
Posting Date: 02,03 Publish Date 2nd Week of the Month (Pages.44)
Dispatch P.O. R,M,S, Charbagh Lucknow

Monthly

RIZWAN

Rs. 30

172/54 Mohammad Ali Lane Gwynne Road Lucknow. Pin.226018
9415911511 | 9794498983 website: rizwanmagazine.in

April 2024